

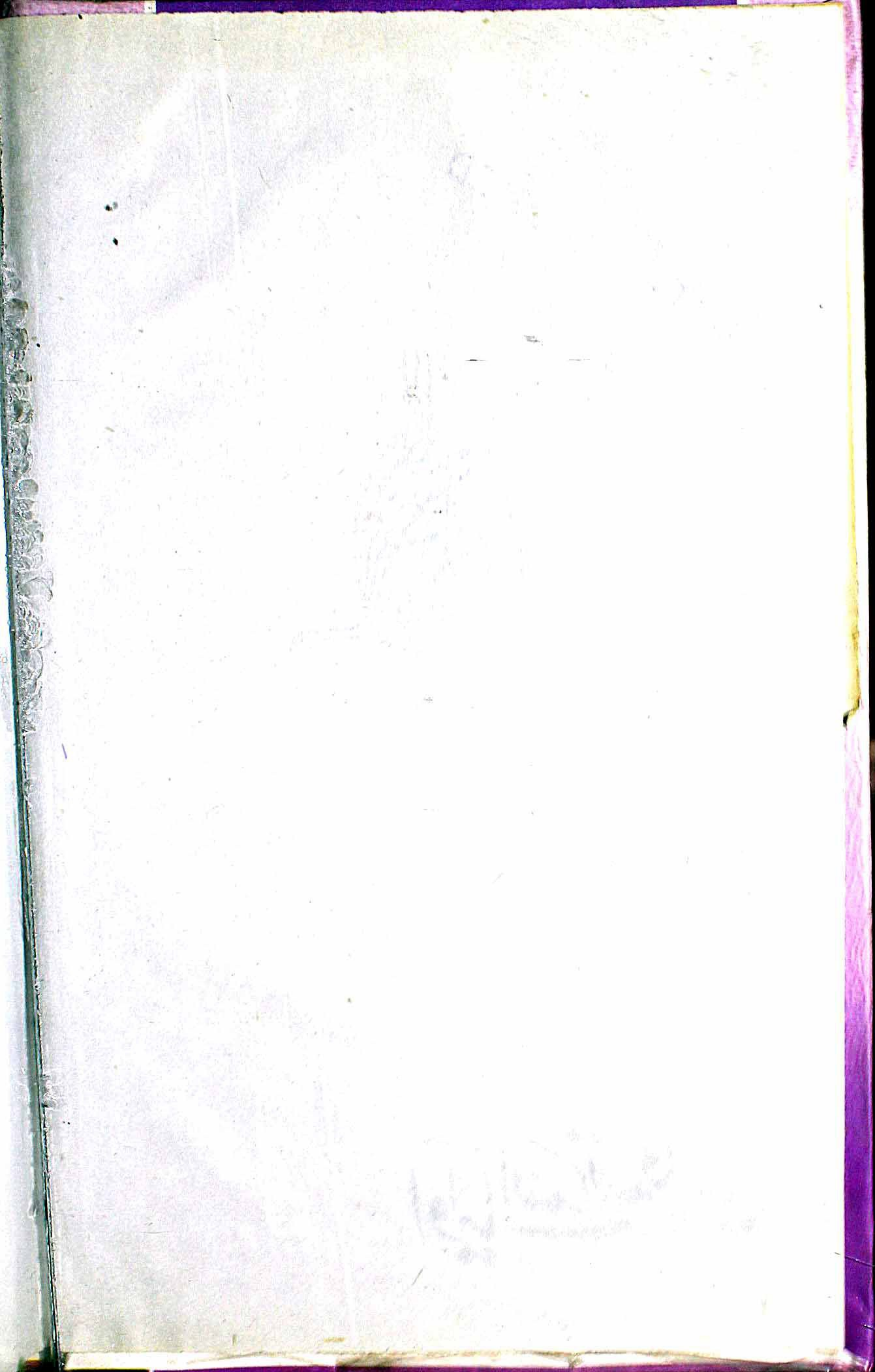
الانجيلاء في تطور الاولياء

اولياء اللہ صفت



اس کتاب میں
قرآن مجید اور سلف صالحین کی معتبر روایتیں
دلائل قاطعہ سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ
اولیاء اللہ کی صفت
متعدد مقامات پر تشریح کی گئی ہے۔

مُصنّف حضرت علامہ محمد رفیع احمد رومی رضوی قادری



الانجلاء في تطور الاولياء

اولياء اللہ کے تصرفات

اس کتاب میں قرآن و حدیث اور سلف الصالحین کی معتبر کتب سے
دلائل قاطعہ سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اولیاء اللہ کی وقت
متعدد مقامات پر تشریف لاتے ہیں۔

مصنف

حضرت علامہ محمد فیض احمد ویسی رضوی قادری

زاویہ پبلشرز

8-C (محی الدین بلڈنگ) داتا دربار مارکیٹ، لاہور

فون: 042-7248657

موبائل: 0300-9467047 - 0300-4505466

Email: zaviapublishers@yahoo.com

۲۹۷۶۶۸

ف ۹۷



۶۷۲۲۲

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2005

۱۰۰۰ براؤل

80 روپے

○

زیر اہتمام

نجابت علی تارڑ

لیگل ایڈوائزر

رک صلاح الدین کھرل ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-7842176

ملنے کے پتے

- ☆ دارالاحلاص ۳.۴ صدف پلازہ محلہ جنگی قصہ خواتہ بازار. پشاور شہر 091-2567539
- ☆ مکتبہ قادریہ نزد چوک بیلاہ مصطفیٰ سر کلر روڈ گوجرانوالہ 0431-237699
- ☆ احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5558320
- ☆ مکتبہ المجاہد دارالعلوم محمدیہ غوثیہ. بہیرہ شریف 04521-911763
- ☆ مکتبہ فیضان مشتاق نزد بسم اللہ مسجد کھارادر. کراچی فون: 0333-3121792
- ☆ منہاج القرآن اسلامک سیل سنٹر ضیاء مارکیٹ. سرگودھا 0451-721630
- ☆ مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ دارالعلوم اجین البرکات خیلر آباد 0221-780547
- ☆ عطار اسلامی کتب خانہ بازار کلان نزد دو دروازہ سیالکوٹ
- ☆ مکتبہ ضیاء العلوم دوکان نمبر 1345 مین سٹریٹ بازار راولپنڈی 051-5585695

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
	متعدد مقامات پر اولیاء کا موجود ہونا ہمارا اور	1
12	دیوبندیوں کا عقیدہ	
	وہ محدثین و فقہاء جن کا عقیدہ ہم اہلسنت کا	2
13	موید ہے	
	دیوبندیوں کے اکابر بھی اس عقیدہ اہلسنت کی	3
15	تائید کرتے ہیں	
16	ابدال کے متعلق اسلاف کی تصانیف	4
	حاضر و ناظر کے متعلق امام سیوطی کی تین	5
17	تقریریں	
20	مجاہدات و ریاضات سے یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے	6
20	متعدد مقامات پر موجود ہونے کے عقلی دلائل	7
24	پانچ قرآنی آیات سے اثبات	8

مصحف و بیسٹا کر

۸-۱-

28	چار احادیث سے اثبات	9
31	حدیث بلال و حدیث معراج سے	10
	علماء کرام کا آیت "فتمثل لها بشراً سوياً" سے	11
33	استدلال	
34	جبریل علیہ السلام بشری لباس میں	12
	جبریل علیہ السلام انبیاء علیہ السلام کے ہاں	13
34	کتنی بار حاضر ہوئے؟	
	جبریل علیہ السلام جب بشری لباس میں آنے تو	14
35	ان کی اصلی صورت کہاں تھی؟	
	حدیث جبریل سے متعدد مقامات پر موجود	15
36	ہونے کے علاوہ دیگر کرامات کا استدلال	
	یعقوب علیہ السلام کا یوسف علیہ السلام کی شکل	16
38	دکھانا اور اس کے دلائل	
	دلیل مذکور سے مسئلہ متعدد مقامات پر موجود	17
40	ہونے کا استدلال اور حوالہ جات	
41	مسئلہ ہذا پر امام شعرانی کی تصریحات	18
42	احادیث ابدال	19
43	وجود استدلال پر اسلاف صالحین کی عبارات	20
	سورج کے غروب سے متعدد مقامات پر موجود	21
46	ہونے کا استدلال	

	سورج کے غروب کے استدلال پر اعتراض اور اس کا	22
48	جواب	
50	عالم مثال کی تحقیق	23
51	عالم مثال کی تائید، از تھانوی اشرف علی	24
	متعدد مقامات پر موجود ہونے پر ائمہ کرام کی	25
54	تصریحات	
59	ولی اللہ کیلئے دنیا ایک قدم	26
60	ولی اللہ کیلئے دنیا ایک شیشہ کی مانند ہے	27
60	کتاب (سبع سنابل شریف) کا تعارف	28
61	اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر دیوبندیوں کا بہتان	29
62	بہتان مذکور کا جواب	30
	امام شعرانی کی تصریحات سے بہتان مذکور کا	31
62	جواب	
65	تفسیر روح المعانی سے بہتان مذکور کا جواب	32
	متعدد مقامات پہ موجود ہونے کی تصریحات، از	33
62	اکابر دیوبند مثلاً حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ	
62	مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا اور عقلی دلیل	34
	جنات متعدد مقامات پہ بیک وقت موجود	35
70	ہوسکتے ہیں	

- 36 شیطان کے متعلق تو یہ لوگ مانتے ہیں کہ وہ
- 71 ہر جگہ اور ہر وقت ہے
- 37 گاہے گاہے انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کیلئے
- 71 بھی مخالفین مانتے ہیں
- 38 شیطان کیلئے ہر وقت ہر جگہ موجود ہونے میں
- شرک نہیں البتہ انبیاء و اولیاء کیلئے شرک ہے
- 72 یہ ہے عقیدہ دیوبندیوں و ہابیوں کا
- 39 روح انسانی اور جنات کی طاقت کہ بیک وقت
- 73 متعدد مقامات پہ موجود ہوں
- 40 حکایات اولیاء کرام جو متعدد مقامات میں موجود
- 74 تھے
- 41 قضیب البان موصی رحمہ اللہ، ابوالعباس المثلث
- 74 رحمہ اللہ تعالیٰ
- 42 شیخ مفرح رحمہ اللہ
- 75
- 43 امام یافعی کا سوال اور اس کا جواب
- 77
- 44 کعبہ معظمہ اپنے مرکز کو چھوڑ کر اولیاء کا
- 78 طواف کرتا ہے
- 45 اڑنا کوئی کمال نہیں
- 78
- 46 ایک ولی اللہ حج پہ تھا اور دوسرے مقامات میں
- 78 بھی

- 47 شیخ عبدالقادر طشطوطی کے دو مریدوں کی طلاق کا واقعہ
- 78
- 48 طی الارض کے وقت ولی اللہ اپنے اصلی مقام میں بھی ہوتا ہے اور دیگر مقامات پہ بھی
- 81
- 49 قضیب البان کی آٹھ صورتیں ہو گئیں
- 81
- 50 ایک ولی اللہ نے چار جگہ دعوت میں شرکت کی
- 82
- 51 ایک ولی اللہ دنیا کو حاوی محیط ہوتا ہے
- 83
- 52 حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی قضیب البان کے متعلق تصدیق ولایت
- 84
- 53 قضیب البان مختلف شکلوں میں
- 85
- 54 اولیاء اللہ کے تصرفات کا نمونہ
- 86
- 55 پچاس جگہ خطبہ پڑھایا ایک ولی اللہ نے
- 87
- 56 شیخ شطوطی مختلف احوال اور مختلف مقامات میں موجود رہے
- 87
- 57 شیخ ابوالفتح نے محفل میلاد میں دس جگہوں میں بیک وقت شرکت کی
- 88
- 58 اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر دیوبندیوں کا غلط الزام اور ان کے جوابات
- 89
- 59 جوابات اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے لکھی وہی
- 90
- دیوبندیوں کے گھر سے نکل آئی

- 90 الزام مذکور کا تحقیقی جواب 60
- 91 ایک مرید کی غلط روی پر شیخ کی تنبیہ 61
- جمال الاولیاء کی حکایت کہ ولی اللہ ایک جگہ 62
- 92 شب باش رہا اور دوسری جگہ بھی 63
- پیر مرید کے ہر وقت ساتھ ہوتا ہے دیوبندیوں 63
- 93 کے قطب گنگوہی نے کہا 64
- دیوبندیوں نے غلاظت پھینکی اعلیٰ حضرت پر 64
- 94 لیکن جا پڑی ان کے مرشدوں پر 65
- فرشتوں کا ہمبستری کے وقت ہونے یا نہ ہونے 65
- 95 کا چکر 66
- اعلیٰ حضرت کے الزام کا جواب، از تھانوی اشرف 66
- 96 علی 67
- 97 تھانوی اشرف علی نے قضیب البان کا قصہ سنایا 67
- 97 صوفی سوندھا کا قصہ تھانوی نے پڑھ کر سنایا 68
- ایک ولی اللہ کے متعدد مقامات پر رشتہ دار تھے 69
- 98 وہ سب کے پاس ہوتے تھے 70
- 100 حجام کا بیٹا اور سیرانی بادشاہ 70
- بیک وقت سیرانی بادشاہ عرب میں بھی تھے اور 71
- 101 بہاول پور میں بھی 71
- 102 سیرانی بادشاہ کی وفات کا عجیب و غریب قصہ 72

- | | | |
|-----|--|----|
| 103 | زہر خورانی، آخری وصیت اور تاریخ وصال | 73 |
| 106 | مرنے کے بعد بھی زندہ اور مزار والا بول پڑا | 74 |
| 109 | سیرانی بادشاہ کے متعدد مزار | 75 |





الحمد لله العزيز العلام والصلوة والسلام على النبي
خير الانام وعلى آله الكرام واصحابه العظام وعلى
اولياء امتہ و علماء ملة الاعلام

اما بعد:

ہم اہل سنت حضور سید عالم ﷺ کے حاضر و ناظر کا عقیدہ رکھتے ہوئے
ان کے فیض و برکت سے اولیاء کرام کے متعدد مقامات پر تشریف لانے کے لئے
نہ صرف بانٹتے بلکہ دلائل کی روشنی سے عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ولی جب
ولایت کے عہدہ پر فائز ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت اور طاقت سے
متعدد مقامات پر بیک موجود ہو سکتا ہے اور یہ عقیدہ اسلاف میں نہ صرف صوفیاء
کرام تک محدود تھا بلکہ فقہا کرام کے فقہی مسائل میں مندرج ہوتا چلا آ رہا ہے۔
جب سے وہابیت کی وباء پھیلی ہے تو جہاں حضور سرور عالم ﷺ کے
حاضر و ناظر کے صحیح عقیدہ کو شرک کے وہم میں ڈالا گیا وہاں اولیاء کرام بھی اس کی
لپیٹ میں آ گئے۔

چنانچہ دیوبندیوں کا ایک نیم ملا سر فراز گلکھڑوی لکھتا ہے۔

”کہ نہ معلوم کہ بعض بزرگان دین اور صوفیائے کرام کی مجلی اور گول

مول باتوں سے یہ کیسے ثابت ہو سکتا ہے کہ انبیاء عظام اور اولیاء کرام علیہم السلام حاضر و ناظر ہوتے ہیں یا ایک بزرگ کو کئی مقامات میں دیکھا گیا یا لطائف متشکل ہو جایا کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ بلکہ ایسی تمام گول مول باتوں کو شریعت اسلامی تسلیم نہیں کرتی۔ چنانچہ وہی اکابر جن کی بعض مجمل عبارات سے مخالفین گاڑی چلانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں صاف اس کی تردید کرتے ہیں۔“

(آنکھوں کی ٹھنڈک بلفظہ نمبر ۱۶)

الجواب: مسطورہ بالا عبارت میں گلکھڑوی نے ایک روشن حقیقت کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے انبیاء کرام علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر و ناظر کے علاوہ اولیاء کرام کے متعدد مقامات پہ تشریف فرما ہونے کے انکار میں دلیل پیش کرنے کے بجائے صوفیاء کرام و مشائخ عظام کے دلائل و حقائق کو گول مول باتوں سے تعبیر کر کے شریعت اسلامی کی کھلی گستاخی اور ناقابل معافی جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ اس موضوع پر اسلاف، فقہاء، مجتہدین اور علماء محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات ان گنت ہیں۔ چند ایک بزرگوں کے اسماء لیجئے۔

(۱) علامہ علاؤ الدین القونوی شارح الحاوی (۲) شیخ تاجدین السبکی

(۳) کریم الدین الاملی (۴) شیخ الخانقاہ اصلاحیہ سعید السعداء

- (۵) عبد الغفار بن نوح القوسی صاحب الوحید (۶) صفی الدین بن ابی المنصور
 (۷) العفیف الیانی (۸) شیخ تاجدین ابن عطار
 (۹) السراج بن الملقن (۱۰) البرہان الابناسی
 (۱۱) شیخ عبداللہ المنوفی (۱۲) تلمیذہ شیخ خلیل الماکی صاحب المختصر
 (۱۳)..... ابو الفضل ابن ابراہیم الماکی (رحمہم اللہ تعالیٰ)

﴿ف﴾: یہ اسماء گرامی سیدنا جلال الدین سیوطیؒ نے بتائے ہیں۔ یہ لکھ کر تحریر فرماتے ہیں، ان کے علاوہ اور بہت آئمہ کرام ہیں۔ سیدنا سیوطیؒ کے مطالعہ و تصانیف سے واقفیت رکھنے والے بتا سکتے ہیں کہ وہ کتنے حضرات ہوں گے اور وہ نہ صرف علماء بلکہ آئمہ کرام ہیں جن کی جلالت شان کا نام سنکر موجودہ دور کے محققین سر خمیدہ ہو جاتے ہیں۔

فقیراویسی غفرلہ کے مطالعہ سے:

- (۱۴) علامہ یوسف نبھانی (۱۵) شاہ عبدالحق محدث دہلوی^۱
 (۱۶) سیدنا مجد الف ثانی^۲ (۱۷) شیخ عبدالقدوس گنگوہی^۳
 (۱۸) علامہ ابن العابدین شامی^۴ (۱۹) سیدنا امام یافعی^۵

(۱)۔ جذب القلوب۔

(۲)۔ مکتوبات شریف صفحہ ۵۸۔

(۳)۔ لطائف قدوس شریف۔

(۴)۔ رد المختار۔ (۵)۔ روض الریاحین۔

- (۲۰) علامہ ابن حجر مکیؒ
 (۲۱) امام شعرانیؒ
 (۲۲) سیدنا میر عبدالواحد بلگرامیؒ
 (۲۳) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ
 (۲۴) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ
 (۲۵) حضرت شاہ امداد اللہ مہاجر مکیؒ
 (۲۶) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلویؒ
 (۲۷) سیدنا محی الدین ابن العربی
 (۲۸) الشہاب المہنبی

بوجہ خوف طوالت انہیں پراکتفا کرتا ہوں۔ ورنہ صرف ان حضرات کے اسماء گرامی کے لئے مستقل کتاب چاہئے اور ان حضرات میں سے صرف ایک عالم دین کی مسئلہ کی تحقیق کی ضمانت کافی ہے اور صرف ایک حضرت کے ہم پلہ تو درکنار ان کے ادنیٰ تلمیذ کے درجہ کا موجودہ دور کے محققین کو کہنا نہ صرف علمی حد تک ہے بلکہ شرعی تعزیر اور سخت سے سخت۔

اتماما للحجتہ: الكذب قد يصدق کے مطابق مخالفین کے اکابرین سے تصریحات بلکہ اس مسئلہ کے دلائل کے انبار ملتے ہیں۔ مشتے نمونہ خروار چند ایک اسماء لیجئے۔ تصریحات اسی کتاب میں آتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

- (۱) رشید احمد گنگوہیؒ
 (۲) انور علی کشمیریؒ
 (۳) اشرف علی تھانویؒ
 (۴) احمد علی لاہوریؒ
 (۵) سید احمد رضا بجنوری تلمیذ انور کشمیریؒ

(۱)۔ فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۴۶۔ (۲)۔ کتاب الجواہر الدرر صفحہ ۱۶۵۔ (۳)۔ سبع سنابل۔
 (۴)۔ مکتوبات اعلیٰ حضرت۔ (۵)۔ اجابۃ الغوث صفحہ ۲۶۶۔ (۶)۔ ایضاً۔
 (۷)۔ امداد السلوک۔ (۸)۔ فیض الباری۔ (۹)۔ بوادر البیاد۔
 (۱۰)۔ مفت روزہ خذ ام الدین لاہور مختلف رسالہ جات۔ (۱۱)۔ انوار الباری شرح بخاری

اور نہ صرف تصریحات بلکہ اس مسئلہ کو قرآن و احادیث و اقوال فقہاء کی تحقیقات سے دلائل قائم کر کے مستقل تصانیف تحریر فرمائی ہیں۔ اس مسئلہ پر جو کتابیں فقیر اویسی غفرلہ کی نظر سے گزری ہیں مندرج ہیں۔

(۱) اجابۃ الغوث بیان حال النقاء والنجباء والاببدال والاتاد والغوث مصنفہ سیدنا علامہ ابن العابدین صاحب فتاویٰ شامی قدس سرہ۔

(۲) الممتحلی فی تطور الولی مصنفہ سیدنا امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ۔

(۳) الخیر الدال علی وجوب القطب والاتاد والنجباء والاببدال مصنفہ سیدنا امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ۔

فقیر اویسی غفرلہ ان سے تلخیص کرنے کے کچھ اپنے بزرگوں کے افادات و افاضات سے چند دلائل اور پھر انہی کے مطابق حکایات پیش کرنے کی جرات کرتا ہے۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ. کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔
ہر چہ درج طبع تو نیاید راست تو نہ دانستہ ملو کہ خطاء است



مقدمہ

فصل اوّل

سیدنا امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ کے متعلق تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(۱)۔ اصلی صورت صورتِ مثالی کی مختلف اشکال اختیار کر کے متعدد مقامات پر موجود ہو جائے جیسے جنات کے لئے ہے۔

(۲)۔ طی المسافۃ طی الارض کے قبیل سے ہو کہ ہر ذمکھنے والا اپنے مقام سے دیکھے، حالانکہ وہ ایک ہی جگہ پر ہو۔ بایں طور کہ اللہ تعالیٰ زمین کو لپیٹ کر درمیانی حجابات ہٹا دے اور لوگوں کو گمان ہو کہ مقامات مختلف ہیں حالانکہ وہ ایک ہی مقام ہوتا ہے۔ اسی پر بہترین تقریر ہوگی۔ اس حدیث کی جب کہ شب معراج کی واپسی پر حضور ﷺ نے بیت المقدس کو سامنے دیکھ کر قریش کو تمام حالات بتا دیئے۔

(۳)۔ ولی اللہ کا جثہ موٹا پن اختیار کر لے۔ یہاں تک کہ تمام عالم کو محیط ہو جائے جیسے ملک الموت علیہ السلام اور منکر نکیر کے متعلق علماء کرام تقریریں

کرتے ہیں کہ ملک الموت علیہ السلام ایک ہی آن میں مشرق و مغرب والوں کی روح قبض کر لیتے ہیں اسی طرح منکر نکیر ایک ہی وقت میں بے شمار اہل قبور سے سوال کرتے ہیں۔ (الحاوی للفتاویٰ)

(۴)۔ اصلی جسم کا متعدد مقامات پر موجود ہونا جیسے حدیث شریف میں ہے کہ سورج عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ سورج روزانہ طلوع و غروب ہوتا ہے۔ دیکھئے یہ سورج زیر عرش مستقر بھی ہوتا ہے اور طلوع و غروب بھی جاری رہتا ہے۔ اس سے بیک وقت ایک جسم کا دو مکانات میں ہونا اور دونوں مکانوں میں بیک وقت ان سے مختلف افعال صادر ہو رہے ہیں۔ یہ بات اگرچہ عقل میں نہیں آتی کیوں کہ ایسا ہونا یقیناً محال ہے۔ اس لئے کہ اس طرح اجتماع الضدین لازم آتا ہے مگر جنہیں اللہ تعالیٰ نے نور ایمان بخشا ہے وہ انکار نہیں کر سکتے کیوں کہ یہ بات معجزات و کرامات کے قبیل سے ہے اور معجزات و کرامات ہوتے بھی ایسے ہی ہیں جو کہ عقل محال مانے ورنہ وہ نہ معجزہ ہوگا اور نہ کرامت۔

نوٹ: اس کے علاوہ اور تقاریر اور ان پر سوالات اور ان کے جوابات فقیر اویسی غفرلہ نے کتاب دلوں کا چین تحقیق حاضر و ناظر میں تفصیل سے لکھ دیئے ہیں۔



فصل دوم

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ قدیم ہے اور اس وقت سے چلا آ رہا ہے اور منکر کے لئے زجراً فرماتے ہیں کہ اس میں وہی جھگڑا کریگا جسے وہم ہے کہ ان وجود شخص الواحد فی مکانین فی وقت واحد غیر ممکن بل ہو مستحیل:

یعنی ایک شخص کا موجود ہونا دو مکانوں میں ایک ہی وقت میں غیر ممکن ہے بلکہ محال ہے و لیس کما توہم هذا المتوہم من الاستحالة یعنی جس طرح یہ وہمی وہم کر رہا ہے یہ بات محالات سے نہیں ہے۔ کیونکہ بڑے آئمہ عظام نے اس قسم کے جواز اور ممکن ہونے پر نص کی ہے۔ (الحاوی للفتاویٰ) غور کیجیئے: امام جلال الدین سیوطی جیسی شخصیت اس شخص کو وہمی، خبطی یعنی مجبوط الحواس (پاگل) سے تعبیر کر رہے ہیں جو اس مسئلہ کا منکر ہے۔

اگر دورہ حاضر کے منکرین امام ممدوح کے زمانہ میں ہوتے اور اس طرح کا انکار کرتے تو بتائیے تو امام ممدوح مذکورہ بالا ارشاد کس شان سے فرماتے۔ (فافیہم)



فصل سوم

متعدد مقامات پر بیک وقت موجود ہونا اس جلوہ صفائی کی وجہ سے ہے جو بندہ کو ریاضیات و مجاہدات کے بعد فانی فی اللہ اور باقی باللہ کے مقام پر فائز المرام ہو جاتا ہے اور یہ کوئی معمولی عہدہ نہیں جو ہر کسی کو نصیب ہو جائے اس کے لئے فصلِ ربی و کرم ایزدی کی ضرورت ہے۔ یہ ان اولیاء کرام (رحمہم اللہ تعالیٰ) کو نصیب ہوتا ہے جنہیں ”بِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یَبْصِرُ وَابِیْ یَبْطِشُ“ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے ورنہ،

دریں ورطہ کشتی فروشد ہزار
کا معاملہ ہے لیکن خوش نصیب ہستیوں کو نصیب ہونے پر انکار سے بھی
ہزاروں کے بیڑے غرق ہوئے۔



فصل چہارم

جو بعض لوگ شرک سمجھ کر انکار کر دیتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ متعدد مقامات پر ولی اللہ کا موجود ہونا اس وقت ناجائز تصور ہو سکتا ہے جب کہ اسے غیر ممکن سمجھا جائے لیکن وہ بھی بحیثیت کرامت کے جواز کی صورت حاصل کر لیتا ہے کیونکہ متفقہ مسئلہ

ہے کہ کرامتہ الولی حق ”یعنی ولی اللہ کی کرامت حق ہے“ لیکن تاہم ہمارے سامنے بہت سی مثالیں موجود ہوتی ہیں۔ جو بیک وقت متعدد مقامات پر موجود ہوتی ہیں۔

مثلاً:

(۱)..... بینائی ایک ایسی شے ہے کہ انسان میں بھی موجود ہے اور آسمان اور زمین میں بھی۔ اور آسمان و زمین میں جہاں تک اس کی رسائی ہے، موجود ہے۔

(۲)..... اسی طرح انسان کی آواز تو باقاعدہ سائنس کی رو سے ایک لمحہ میں عالم دنیا میں کئی چکر لگا کر اپنے مرکز پر لوٹ آتی ہے۔ پھر اس کی قدرت کا کرشمہ دیکھو کہ اپنے مرکز میں بھی ہے اور کائنات کے چپے چپے میں بھی ہے۔

(۳)..... قرآن مجید جو کہ کلام الہی ہے اور یہ بحیثیت الفاظ کے نہیں بلکہ بحیثیت کلام نفسی ہونے کے بیک وقت متعدد انسانوں کے سینوں میں بھی موجود ہے اور وہ اوپر بھی ہے نیچے بھی۔ عالم برزخ میں بھی ہے اور عالم دنیا میں بھی وغیرہ وغیرہ۔

(۴)..... قرآن مجید کی یہ صریح بیانی کس سے مخفی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ولی آصف بن برخیا سینکڑوں میلوں میں قبل ان یرتد الیک طرفک کا مدعی ہو کر بلقیس کی تخت گاہ میں بھی ہے اور سلیمان علیہ السلام کے سامنے بھی۔

(۵)..... حدیث شریف میں ہے کہ جب حضور پر نور محبوب ربّ غفور سرور

عالم ﷺ وعلیہ آلہ واصحابہ وسلم شب معراج بہشت میں تشریف لے گئے تو حضرت بلالؓ وہاں بڑے ناز سے بہشت کی سیر کر رہے تھے۔ حالانکہ متفقہ بات ہے کہ حضرت بلالؓ اس وقت اپنے گھر (مکہ میں) آرام فرما رہے تھے لیکن حدیث شریف میں فرمایا کہ وہ بہشت میں تھے۔

اب بتائیے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا بیک وقت دو مقامات میں موجود ہونا پایا گیا یا نہیں۔

(۶)..... حدیث شریف میں ہے کہ جب میت کو قبر میں لٹایا جاتا ہے تو اسے سورج غروب ہوتا معلوم ہوتا ہے خواہ وقت دوپہر کا ہو یا صبح کا۔ آدھی رات کا ہو یا سحر کا۔ اب قابل غور بات یہ ہے کہ ایک سورج ہے ایک ٹائم ہے لیکن اس وقت وہ اپنے اصلی مقام میں بھی ہے اور متعدد مردوں کے سامنے مختلف ممالک میں بھی موجود ہے۔

اس کے علاوہ بہت سی مثالیں قرآن و حدیث میں ملیں گی جن کو فقیر اویسی غفرلہ آگے چل کر عرض کریگا۔

اولیاء کرام چونکہ عبادات و مشقات میں اپنے نفوس کا ایسا تزکیہ کرتے ہیں کہ کَمَا قِيلَ فِي شَانِهِمْ اَجْسَادُهُمْ اَرَوَّاحُهُمْ وَغَيْرُهُ وَغَيْرُهُ۔
ان حضرات کا متعدد مقامات پر تشریف لے جانے بوجہ کرامت کے ہے اور کرامت کا انکار بے دینی ہے۔

فصل پنجم

حضرت امام شعرانی قدس سرہ اپنے شیخ سے اس کرامت کے متعلق
عرض کرتے ہیں:

فقلت له فما حکمته وقوع التطور في هذه الدار فقال
ذالك انما يكون بحکم خرق العادة حين يعطون حرف
کن وفي الاخرة يكون نفس نشاط اهل الجنة تعطى
ذالك (کتاب الجواهر والدار ۱۶۵)

”یعنی میں نے اپنے شیخ سے عرض کیا کہ ان مثالی اجسام کو دنیا میں
اختیار کرنے کی حکمت کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا جب اولیاء حرف گن
کے اسرار کی عطا سے نوازے جاتے ہیں اس وقت ان سے یہ مثالی
اجسام کے ساتھ تشکل بطور کرامت کے صادر ہوتا ہے اور آخرت میں
اہل جنت کی پوری زندگی اس عطیہ کیساتھ وابستہ ہوگی۔“

باب اول:

آیات قرآنیہ

(۱) وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مومن والمؤمنون. (پ اس توبہ) کامل تمہارے اعمال کو دیکھیں گے۔

ف نمبر ۱: آیت میں یہی فعل مستقبل واقع ہے جسے حقیقی معنی رویت بصری لازم ہے، اور وہ تب ہو سکتی ہے جب کہ مسطورہ تینوں تقریروں کے مطابق ہو۔

ف نمبر ۲: آیت میں المؤمنون میں کامل مومن مرد ہیں اور کامل مومن صرف اولیاء کرام ہیں اور ہم سب مومن ہیں لیکن ناقص۔ اس آیت کی تاویلات میں لکھڑوی نے توڑ مروڑ کی ہے جسے فقیر نے اپنی کتاب ”حاضر و ناظر میں“ بالتفصیل لکھا ہے۔

(۲) لَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ . تاکہ تم لوگوں کے گواہ بنو۔ (پ ۳، ہس بقرا)

ف نمبر ۱: آیت میں مخاطب صرف وہی ہیں جو گواہی کے لائق ہیں اور وہ صرف اولیاء کرام ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے گواہی کے لئے اہلیت شرط فرمائی کما قالوا شاهدوا ذوی عدل

منکم ”اپنے میں سے دو معتبر گواہ لاؤ“ اور ہم سب فسق و فجور کی وجہ سے گواہی کے اہل نہیں رہے۔ اور ان حضرات کی گواہی تب ہو سکتی ہے جب کہ وہ قیامت میں اپنے عینی مشاہدے پیش کر سکیں۔

ف نمبر ۲: قیامت میں ہم خود بھی اپنے حساب میں ہوں گے جو خود ملزموں کی صف میں ہو وہ کس طرح گواہوں کی صف میں کھڑا ہو سکتا ہے۔ گواہوں کی صف میں وہ کھڑے ہو سکیں گے جن کیلئے نہ حساب ہوگا اور نہ کتاب اور وہ صرف اولیاء کرام ہوں گے۔ باقی مضمون متعلقہ آیت ہذا حاضر و ناظر میں دیکھئے۔^۱

(۳) لا یملک الذین یدعون اور جن کو یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں۔
 من دونہ الا من شہداء بالحق شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے۔ ہاں
 وہم یعلمون (پ ۲۵ء ۱۳) شفاعت کا اختیار ان کو ہے جو حق کی
 گواہی دیں اور علم رکھیں۔

تفسیر: اس آیت میں بتوں سے شفاعت کی نفی فرما کر ان حضرات کے لئے شفاعت کا اثبات فرمایا جو شاہد بالحق کے ساتھ علم رکھتے ہیں اور علم کس کا۔ اس کے متعلق کوئی نہیں جانتا کیونکہ بقانون علم معانی، جب فعل کا مفعول مذکور نہ ہو تو اس وقت مفعول کو محدود نہ کیا جائے۔ اب اولیائے کرام کی شفاعت کا انکار معتزلہ تو کر سکتے ہیں۔ لیکن ہمارے دور کے معتزلہ اصولاً انکار نہیں کر سکتے، البتہ ہٹ

(۱)۔ حدیث شریف میں ہے۔ (۲)۔ حاضر و ناظر از آیات قرآنی۔

دھرمی کا علاج ہی کیا۔ بنا بریں قیامت میں جب شفاعت کر سکیں گے جب انہیں شفاعت والوں کے متعلق علم ہو۔ ورنہ بے سود۔

سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

نظرت الی بلاد اللہ جمعاً

کخر دلیہ علی حکم اتصال

یعنی میں اللہ تعالیٰ کے تمام ملکوں کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی

پر رانی کا دانہ۔ (قصیدہ غوثیہ)

(۴) أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ كَمَا وَهَّجَسَ كَاسِيْنَةَ اللَّهِ نِيَّاسًا كَيْلِيَّ

لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلِيٌّ نُورٌ مِنْ رَبِّهِ. کھولا تو وہ اپنے رب کی طرف سے

نور پر ہیں۔

یہی وہ طاقت تھی جو حضرت فاورق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوسوں دور

يَاسَارِيَّةَ الْجَبَلِ کہلوا کر اسلامی لشکر کے ذریعے کفر کو شکست فاش دیدیتی

ہے۔ اول لتفصيل مقام وهذا المقام ليس للتفصيل

(۵) قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ "مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ

يُرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رآهُ مُسْتَقَرًّا عِنْدَهُ. (۱۸۶)

ترجمہ: اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ اسے میں

حضور کی خدمت میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے

پھر جب سلیمان علیہ السلام نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا

یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔

اس آیت میں آصف بن برخیا ولی کامل کے تصرف کا بیان ہے کہ وہ بیک وقت ادھر بھی ہے ادھر بھی ہے۔ جس کی تفسیر فقیر نے تفسیر اویسی میں ہی اسی مقام پر عرض کر دی ہے۔^(۱)



(۱)۔ تفسیر اویسی میں۔

فصل دوم

احادیث مبارکہ

(۱). كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ

وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا.

ترجمہ: میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی بصارت بن جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے۔

یہ حدیث قدسی ہے اور مشہور ہے اور اس کو پورے سندت اور سوالات و جوابات کے ساتھ حاضر و ناظر میں لکھ دیا ہے۔ اب صرف یہ یاد رکھیے کہ بندہ فناء پر بقا کے مقام پر فائز المرام ہوتے ہوئے اس میں عنصری قوت کے بجائے ایزدی قدرت کام کرتی ہے۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ جب بندہ انوار الہی کا مظہر اتم ہو جاتا ہے تو قرب و بعد اس کے لئے یکساں ہوتا ہے وہ قریب کو بھی دیکھتا سنتا ہے اور بعید کو بھی قریب۔ تفصیل فقیر نے ”نور الصفا“ میں عرض کر دی ہے ۱۔
اولیاء کرام کی کرامات کے اقرار کے بعد اور یہ بھی ماننا کہ واقعی ان میں ربانی طاقت ہوتی ہے پھر ان کا متعدد مقامات پہ موجود ہونے اور دیگر کرامات کے انکار سے حیرت ہوتی ہے ۲۔

(۱)۔ رسالہ حاضر و ناظر۔ (۲)۔ نور الصفا فی البقاء بعد الفناء۔ (۳)۔ دراصل بات یہ ہے کہ ان بیچاروں کی جماعت میں نہ کوئی ولی ہو اور نہ کوئی کرامت دیکھی انکار نہ کریں تو اور کیا کریں۔

(۲) اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ
يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ. (رواۃ الترمذی) اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

اس حدیث میں مومن ولی کامل کی نگاہ کی وسعت کا ذکر ہے اور اس کی
نظر کہاں تک ہوتی ہے جہاں تک خدائی گما قال غوث الاغوث رضی اللہ عنہ
نظرت الی بلاد اللہ جمعاً۔ کخر دلیۃ الی حکم اتصال۔

(۳)..... سیدنا بلالؓ کے متعلق بخاری شریف میں ہے کہ انہیں حضور سرور
عالم ﷺ نے بہشت میں دیکھا اور فرمایا یہاں کیسے، عرض کی (آپ
کے صدقے) وہ دو نفل تحیۃ الوضو مجھے یہاں لے آئی ہے۔ تفصیل
رسالہ حاضر و ناظر میں بیان کر دی ہے۔ اس حدیث میں دیکھنا یہ
ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیک وقت مکہ میں بھی ہیں اور
ساتوں آسمانوں کے اوپر بہشت میں بھی۔

(۴)..... شب معراج حضور سید عالم ﷺ نے انبیاء علیہم السلام کو ان کے
مزارات میں دیکھا۔ پھر وہی حضرات بیت المقدس میں موجود ہے۔
پھر آسمانوں میں بھی آپ سے ملاقی ہوئے۔ رواہ اصحاب الصحاح
وغیرہ۔ یہ بھی ہمارے استدلال میں شامل ہے کہ حضرات انبیاء کرام
علی نبینا وعلیہم السلام شب معراج متعدد مقامات پر بیک وقت موجود
ہوئے۔ چنانچہ حضرت امام قطب شعرانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

ومما يدل على ان الجسم الواحد يكون في آن واحد روية

رسول الله صلى الله عليه وسلم لما اسرى به الى
السموات العلى آدم وعيسى ويحيى وادريس وموسى
وهارون وابراهيم عليهم الصلوة والسلام وما وقع فى شان
الصلوة من المراجعة لموسى عليه الصلوة والسلام مع ان
موسى عليه الصلوة والسلام حين ذالك فى قبره فى
الارض قائماً يصلى وقد قال صلى الله عليه وسلم رايت
موسى وما قال رايت روح موسى ولا جسد فىا من يحيل
الجمع بين الضدين ما تقول فى هذا الحديث فان موسى
ان لم يكن عينه فالأخبار عنه كذب وهو محال على
الشارع صلى الله عليه وسلم فما بقى الا ان القدرة سالحة
للجمع بين الضدين خلاف ما يقضه النظر العقلى هذا
والمقلد المومن بهذا الحديث يقول لصاحبه رائيك
البارحته فى النوم ومعلوم ان موسى كان فى منزله على
حالة غير الحالة التى روى عليها وفى موطن آخر لا يقول
رايت غيرك ويشهد لذلك ايضاً ماورد فى الصحيح فى
قصة آدم عليه السلام حين قال الله تعالى وهو خارج عن
القبضة اخترايتهما شئت قال اخترت يمين ربي وكتايديه
يمنين مباركة فبسط الحق يده كما يليق بجلاله فاذا آدم
وذرية فادم عليه السلام فى اليد مقبوض عليه حين اختار

اليمين وليس في اليد آدم المخاطب خارج اليه هو عين
 آدم المقبوض اليه فيامن يدعى معرفة الله بعقله والايمن
 بما جاء به الرسل اين عقلك في هذا المسئلة وانت تقول
 الشئى الواحد لا يكون فى مكانين وتقول هذا محال وهذا
 جائز. (كذاني كتاب الجواهر والدرر ۱۶۳)

ترجمہ: اس پر یہ چیز دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شب معراج
 آسمانوں پر آدم و عیسیٰ و یحییٰ و ادریس و ہارون و ابراہیم صلوات اللہ وسلامہ
 کو دیکھا اور وہاں پر آپ کے اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان نمازوں
 کے بارے گفت و شنید ہوئی حالانکہ موسیٰ علیہ السلام اس وقت زمین پر
 اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں
 چھٹے آسمان پہ موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور یہ نہیں فرمایا کہ موسیٰ کی روح کو
 دیکھا نہ یہ فرمایا کہ موسیٰ کے جسم کو دیکھا تو جمع الضدین کو محال اعتقاد
 کرنیوالے انسان! تو اس حدیث کے بارے میں کیا کہے گا۔ اس لئے
 کہ رسول اللہ ﷺ نے جن کو موسیٰ سے تعبیر کیا اگر یہ بعینہ وہ نہیں جو اس
 وقت زمین پر قبر میں نماز پڑھ رہے تھے تو یہ خبر دینا کہ میں نے آسمان پر
 موسیٰ کو دیکھا کذب ہو جائے گا جس کا صدور رسول مقبول ﷺ سے نا
 ممکن ہے تو کوئی جائے مفر نہیں رہی بجز اس کے کہ نظر عقلی کے خلاف
 تسلیم کر لیں کہ جمع بین الضدین زیر قدرت ہے اسے محفوظ رکھو اس
 حدیث پر ایمان رکھنے والا مقلدا اپنے ساتھی سے کہتا ہے۔ میں نے شب

گذشتہ تم کو خواب میں دیکھا اور معلوم ہے کہ ان کا ساتھی اپنے مقام میں اس حالت میں نہ تھا جس میں دیکھا گیا بلکہ بحالت دیگر تھا اور اس مکان میں بھی نہ تھا جس میں دیکھا گیا بلکہ دوسرے مکان میں تھا پھر مقلد اپنے ساتھی سے نہیں یہ کہتا ہے کہ میں نے تیرے سوا کسی اور کو دیکھا۔ بلکہ یہ کہتا ہے کہ تجھ کو دیکھا اور ہمارے اس دعوے کی یہ چیز تائید کرتی ہے جو حدیث صحیح میں موسیٰ اور یدین کے بارے میں وارد ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو خطاب فرمایا جب کہ وہ مشیت الہی سے باہر تھے کہ ان دونوں ہاتھوں سے جس کو چاہو پسند کر لو۔

انہوں نے عرض کیا میں نے اپنے رب کا دایاں ہاتھ پسند کیا اور رب کے دونوں ہاتھ دائیں برکت والے ہیں تو حق جل مجدہ نے اپنی مٹھی کھول دی جس طرح کھولنا اس کے جلال کے لائق ہے تو اس میں آدم اور ان کی ذریت نکل پڑی۔ پس آدم علیہ السلام اس وقت مٹھی میں تھے جب کہ دایاں ہاتھ پسند کیا اور جو آدم مٹھی سے باہر مخاطب تھے یہ بعینہ وہی ہیں جو مٹھی میں تھے تو اپنی عقل سے معرفت الہی کا دعویٰ کرنے والے اور رسولوں کے لائے ہوئے احکام پر ایمان رکھنے کے مدعی تمہاری عقل اس مسئلہ میں کہاں جائے گی اور تم تو کہتے ہو کہ ایک چیز دو مکان میں نہیں ہوتی اور کہتے ہو یہ محال ہے اور حالانکہ وہ جائز ہے۔



بیان استدلال

از آیات واحادیث علماء کرام

اولیاء اللہ کے متعدد مقامات پہ موجود ہونے پر علماء کرام نے ذیل کی آیات سے استدلال کیا ہے۔

(۱)..... جب کہ بی بی مریم علی نبینا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام بیت المقدس میں تشریف فرما تھیں فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا. تو ان کے سامنے ایک کامل مکمل بشر متمثل ہو کر آیا۔

تَمَثَّلَ مَاضِي هُوَ تَمَثَّلَ " سے مشتق ہے بمعنی ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونا یہاں بھی ایسے ہوا کہ سیدنا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام ملکیت سے بشریت کی طرف منتقل ہوئے اور یہ اپنے مقام پہ دلائل سے ثابت ہے کہ ملائکہ کو اللہ تعالیٰ نے انسانی شکل میں ظاہر ہونے کی قدرت عطا فرمائی ہے۔

سیدنا عبدالعزیز دباغ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ:

”ہر شہر میں ستر یا کم و بیش ملائکہ اس لئے مقرر کیئے جاتے ہیں کہ

اصحاب خدمت اولیاء کرام کی ان امور میں مدد کریں جن کے لئے تنہا

ان کی ذات کافی نہیں۔ یہ فرشتے شہروں کے اندر انسانی شکل میں

ہوتے ہیں۔ کوئی خواجہ سرائے کی شکل میں کوئی فقیر کی شکل میں اور کوئی بچے کی ہیئت میں۔ یہ فرشتے لوگوں میں مخلوط رہتے ہیں مگر لوگوں کو پتہ نہیں چلتا“ (کذافی الابریز شریف صفحہ نمبر ۱۹۵ مطبوعہ مصر)

جبریل بشری لباس میں:

سیدنا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام اس واقعہ کے علاوہ بارہا بشری لباس میں عالم دنیا میں تشریف لائے چنانچہ امام قسطلانی بخاری شریف کی شرح باب بداء الوحی میں لکھتے ہیں کہ جبریل امین حضرت آدم کی خدمت میں بارہ مرتبہ، حضرت ادریس کی خدمت میں چار مرتبہ، حضرت نوح کی خدمت میں پچاس مرتبہ، حضرت ابراہیم کی خدمت میں بیالیس مرتبہ، حضرت موسیٰ کی خدمت میں چار سو مرتبہ، حضرت عیسیٰ کی خدمت میں دس مرتبہ، اور حضور سید عالم علی نبینا وعلیہم السلام کی خدمت میں چوبیس ہزار مرتبہ حاضر ہوئے۔ بارگاہ رسالت میں حضرت جبریل علیہ السلام کی حاضری مختلف شکلوں میں ہوتی۔ کبھی دجیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں، کبھی اعرابی کی صورت میں وغیرہ وغیرہ۔

نتیجہ: اور یہ دلائل سے ثابت ہے کہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

روح پاک اپنے نوری جسم سے وابستہ رہنے کے باوجود مردانہ

شکل اختیار کر کے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے اور اس کا

تصرف اپنے ملکوتی جسم میں مستمر رہتے ہوئے اس عارضی جسم میں

بھی نافذ ہوتا تھا۔ انہیں وجوہات کے پیش نظر علماء کرام اہل سنت

اولیاء کرام کے لئے کہتے ہیں کہ قادر مطلق جل شانہ نے اپنے بعض بندوں کو یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ ان کی روح اپنے جسم اصلی سے متعلق رہنے کے باوجود دوسرے جسم سے متعلق ہو جائے اور اس کے تصرفات جسم اصلی اور دوسرے جسم دونوں میں بیک وقت نافذ ہوتے ہیں۔ چنانچہ سیدنا احمد بن حجر تیمی مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فتكون الروح الوحدة كروح جبريل مثلاً في وقت واحد مدبرة لشج الاصلی ولهذا الشج المثالی.

(فتاویٰ حدیثیہ ۲۶ مطبوع مصر)

یعنی ایک روح جیسے جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح بیک وقت اپنے اصلی جسم اور مثالی جسم دونوں میں تصرف کرے گی۔

سوال: یہاں پر ایک سوال مشہور ہے جسے تقریباً تمثیل جبریل علیہ السلام کے ذکر کے بعد عموماً پیدا ہوتا ہے جسے امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے الحاوی للفتاویٰ میں اور امام ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فتاویٰ حدیثیہ میں اور بخاری و دیگر کتب سیر و احادیث کتب شراح نے لکھا ہے وہ یہ ہے:

کہ کسی امام نے اپنے اکابر میں سے جبریل علیہ السلام کے متعلق پوچھا کہ ان کا اپنا جسم اصلی جسد کہاں ہوتا ہے کہ جبکہ وہ حضور سرور عالم ﷺ کے سامنے

حاضر ہوتا تو وحیہ کلبی کی شکل میں، حالانکہ وہ اصلی صورت پر افاق اعلیٰ کو بھر دیتے ہیں تو اس کے جواب میں یوں فرمایا۔

جواب: بانه يجوز ان يقال كان يندمج بعضه في بعض الى

ان يصغر حجمه فيصير بقدر صورة دحية ثم يعود

ينسط الى ان يصير كهئية الاولى.

یعنی اس کا جواب یوں ہو کہ جبریل کی صورت کے بعض اجزاء بعض میں مدغم ہو جائیں (یعنی سکڑ کر چھوٹا ہو جاتا یہاں تک کہ صرف دھیہ کلبی کی صورت کی مقدار رہ جائے۔ پھر اس سے اصلی حالت پر لوٹنا شروع ہو جائے یہاں تک کہ وہ پہلی حالت عود کرنے۔

لیکن ان اشکال کا بہترین جواب وہ ہے جو صوفیائے کرام نے ارشاد فرمایا:

وهو ان يكون جسمه الاول بحاله لم يتغير قد اقام الله له

شجراً اخر وروحه تصرف فيها جميعاً في وقت واحد

وكذلك الانبياء واقول وكذلك الاولياء

یعنی جسم اول اپنے حال پر رہے۔ اس میں کسی قسم کا تغیر نہ ہو۔ اللہ

تعالیٰ اس کے قائم مقام دوسرا جسم بنا دے اور پھر روح میں بیک

وقت تصرف کرے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے متعلق ہے۔

ف: پھر اس طرح اولیاء کرام کیلئے سمجھیے۔

دلیل دیگر: امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا عبارت نقل

کر کے ولی اللہ کے متعدد مقامات پر موجود ہونے پر دلیل قائم فرماتے ہیں کہ
 ولا بعد فی ذالک انہ اذا جاز احیاء الموتی لهم و قلب
 العصا ثعبانا وان یقدر ہم اللہ تعالیٰ علیٰ خلاف المعتاد
 فی قطع المسافة البعیدة کما بین السماء والارض فی
 لحظة واحدة الی غیر ذالک من الخوارق فلا یمتنع ان
 یخصہم بالتصرف فی بدنین و اکثر من ذالک۔

(الحاوی للفتاویٰ ۳۳۷ ج ۱)

یعنی یہ کوئی مشکل امر نہیں ہے کیونکہ جب جائز ہے کہ انبیاء و اولیاء
 مردے کو زندہ کرتے اور اعصاء کو سانپ بنا سکتے ہیں تو انہیں قدرت
 حاصل ہے کہ ایک لفظ میں آسمان و زمین میں بطور خرق عادت
 مسافت طے کر لیں۔ پھر کون سا امر مانع ہے کہ یہ حضرات دو بدنوں
 میں یا اس سے زائد میں تصرف نہ کریں۔
 یہ لکھ کر تحریر فرماتے ہیں۔

وعلیٰ هذا اصل تخریج مسائل کثیرہ و تنحل بہ
 اشکالات غیر یسیرة

یعنی اس قاعدہ سے بہت سے مسائل استخراج کئے جاسکتے ہیں اور بہت
 سے اشکالات حل ہو سکتے ہیں۔

اویسی کہتا ہے: منجملہ ان کے مسئلہ ”حاضر و ناظر“ اولیاء کرام و انبیاء

عظام کا دور سے دیکھنا اور ان کا غائبانہ مدد کرنا اور پھر ہمارا ان کو دور سے پکارنا اور ان کو وسیلہ بنانا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن وہابیہ دیوبندیہ، انبیاء و اولیاء دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے صرف انکار ہی نہیں بلکہ شرک کا فتویٰ دیتے ہیں۔

دلیل نمبر ۳: مذکورہ بالا تقریر سیدنا عزرائیل اور نکیرین کے لئے سمجھیے اور ان کے متعلق مستقل دلائل ”حاضر و ناظر“ کتاب میں لکھ دیئے ہیں۔ وہاں ملاحظہ ہوں۔

استدلال نمبر ۲: جب کہ سیدنا یوسف علی نبینا علیہ السلام زلیخا کے محل میں تھے، تو زلیخا نے ان سے بُرے ارادے کا اظہار کیا۔ آپ اس کے بُرے ارادہ کے بعد اردہ فرمالتے ”لولا آدابوہان ربہ“ (اگر اللہ کے برہان نہ دیکھتے) اس آیت سے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے سیدنا یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا تشریف لانا ثابت کیا ہے امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں۔

ومن ذالک ما اخرجہ ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن المنذر فی تفاسیرہم و الحاکم فی المستدرک و صححہ.

یعنی من جملہ ان کے ایک یہ ہے جو ابن جریر اور ابن المنذر اپنی تفاسیر میں روایت کرتے ہیں اور حاکم مستدرک میں نقل کتر کے اس کی تصحیح فرماتے ہیں کہ:

(۲)..... عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قوله تعالیٰ لولا
ان رائی برهان ربہ. قال مثل له یعقوب.

حضرت ابن عباس سے باری تعالیٰ کے قول لولا ان رائی برهان
ربہ کی تفسیر سے منقول ہے کہ اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام
کی صورت مثالی حضرت یوسف علیہ السلام کو دکھائی گئی۔

(۳)..... اسی طرح ابن جریر، سعید بن جبیر، حمید بن عبد الرحمن، مجاہد، قاسم
بن ابی نیر، عکرمہ، محمد بن سیرین، قتادہ، ابوصالح، شمر بن عقیلہ،
ضحاک اور حسن سے روایت کرتے ہیں کہ:

انفرج سقف البيت فرائی یعقوب.

گھر کی چھت پھٹ گئی جس سے انہوں نے حضرت یعقوب علیہ
السلام کو دیکھ لیا۔

ایک لفظ میں ان سے یہ ہے:

رائی تمثال یعقوب یعقوب علیہ السلام کی صورت مثالی دیکھی گئی
(۴)..... اس بیان کے لکھنے کے بعد امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

فهذا القول من هؤلاء السلف دليل على اثبات المثال
اوطى المسافة وهو شاهد عظيم لمسئالتناحيث رأى
يوسف عليه السلام وهو بمصر اباه وكان اذ ذالك
بارض الشام

ان سلف صالحین کا یہ قول دلالت کرتا ہے کہ صورت مثالی یا طی المسافة

کے ذریعے اس مسئلہ کا اثبات ہے۔ ہمارے مسئلہ کے لئے یہ شاہد
عظیم ہے کہ یوسف علیہ السلام نے جب کہ آپ مصر میں تھے اپنے
باپ کو دیکھا وہ اس وقت ارضِ شام میں تھے۔
دلائل مذکورہ لکھ کر نتیجہ کے طور پر فرماتے ہیں۔

ففيه اثبات رواية يعقوب عليه السلام بمكانين متباعدين
في وقت واحد بناء على احد من القاعدتين الاليتين
ذکرنا هما واللہ اعلم

یعنی اس سے ثابت ہوا کہ یعقوب علیہ السلام کو دو مختلف زمانوں میں
بیک وقت دیکھا گیا۔ اس کی بنیاد ہماری ان دونوں عبارتوں پر ہے
جن کو ہم نے ابھی ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

مزید برآں اس پر لکھنے کی ضرورت نہیں۔ باقی رہا یہ کہ سیدنا یعقوب علی
نبینا وعلیہ الصلوٰۃ کو حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ کے متعلق علم تھا یا نہ، یہ وہم
کسی جاہل کو ہو تو بعید نہیں ورنہ اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ مختلف صورتوں میں
صورتِ اصلیہ کا جلوہ ہوتا ہے۔ اور صورتِ اصلیہ کے جملہ افعال صورِ مثالیہ میں
مرسم ہوتے ہیں یہاں تک کہ صورتِ اصلیہ کی حرکت یہ بعینہ صورتِ مثالیہ میں
حرکت ہوتی ہے۔ چنانچہ امام شعرانی قدس سرہ اپنے مرشد سے چند سوالات
کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

فقلت له فهل تتحد افعال هذه الاجساد التي تطور
الولي فيها حتى انه اذا حرک يده تتحرک يد من تلك
الصور كلها فقال رضی اللہ تعالیٰ عنه نعم فما يقع من

يد عين مايقع من بقية الیدی. (الجواهر والدرر نمبر ۱۶۵)
 یعنی میں نے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ ولی کے ان مثالی
 اجسام کے افعال متحد بھی ہوتے ہیں کہ جب اصلی ہاتھ کو حرکت دے
 تو وہ مثالی ہاتھ بھی متحرک ہو جائیں۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا
 ہاں متحد بھی ہوتے ہیں کہ جو فعل اصلی ہاتھ سے صادر ہو وہی مثالی
 ہاتھوں میں بھی صادر ہو۔

یہی تو وجہ ہے کہ صور مثالیہ کے اعمال پر اصلی صورت کی وجہ سے جزا و سزا
 مرتب ہوتی ہے۔ چنانچہ امام شعرانی کتاب مذکور میں فرماتے ہیں۔

وقد سئالت شیخنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ هل یواخذ
 الولی بکل فعل صدرہ من هذه الاجسام التي تطور فیها
 علی السواء ام لا یواخذ الاعلی الجسم الاصلی دون
 الزائد فقال رضی اللہ تعالیٰ عنہ یواخذو ثیاب بکل
 فعل صدر من جمیع تلك الصور ولو بلغت الف صورة
 له اجرها رعایة وزرھا.

یعنی میں نے اپنے مرشد برحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ
 ولی کے ان مثالی اجسام سے جو افعال قابل گرفت صادر ہوں تو کیا ان
 پر مواخذہ صرف جسم اصلی کے افعال پر ہوتا ہے۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نے جواباً فرمایا کہ ان مثالی اجسام کے افعال پر بھی مواخذہ ہوگا اگرچہ
 وہ اجسام مثالی ہزار بھی کیوں نہ ہوں اور ثواب بھی ملتا ہے۔

اس کے بعد امام شعرانی قدس سرہ نے اس دلیل پر عرض کیا۔ چنانچہ

فرماتے ہیں:

فقلت له فكيف تدبر الروح الواحدة هذه الاجسام
الكثيرة وكيف يواخذ عليها كلها فقال رضى الله تعالى
عنه كما تدبر الروح الواحدة سائر اعضاء البدن
كذلك تدبر الروح هذه الاجساد و كما توأخذ النفس
بافعال الجوارح على ما يقع منها يسئال عنه ذلك
الروح الواحد.

یعنی پھر میں نے سوال کیا کہ ایک روح ان کثیر اجسام کی تدبیر کیوں
کر کرتی ہے اور ان تمام اجسام کے افعال پر مواخذہ کیسے ہوگا۔ فرمایا
جس طرح ایک روح ایک جسم کے تمام اعضاء کی تدبیر کرتی ہے اسی
طرح ان تمام اجسام کی کریگی اور جس طرح افعال جن کی تدبیر ایک
روح کرتی ہے ان سے جو کچھ صادر ہوگا جواب اسی روح پر ہوگا۔

اس تفصیل سے مقصود یہ ہے کہ حضرت یعقوب کو حضرت یوسف علی نبینا
وعلیہا السلام کا علم یقیناً تھا۔ تفصیل کیلئے فقیر کا رسالہ دفع التعسف عن علم ابی
یوسف دیکھئے۔

ابدال کی تفصیل

اسی قبیل سے ابدال (اولیاء) کے متعلق اسلامی عقیدہ ہے جو ہر مسلمان
من حیث الاسلام اس عقیدہ اسلامی کا پابند ہے اور ان کے وجود کا منکر گمراہ

ہے کیونکہ ان کے وجود پر احادیث صحیحہ شاہد ہیں۔ لہذا صرف ایک حدیث پر اکتفا کرتا ہوں۔

عن شیریح بن عبید قال ذکر اهل الشام عند علی وقیل
العنہم یا امیر المؤمنین قال لانی سمعت رسول اللہ ﷺ
یقول الابدال یكونون بالشام وهم اربعون رجلاً
کلمات رجل ابدل الله مكانه رجلاً یسقی بهم الغیث
وینتصر بهم علی الاعداء ویصرف عن اهل الشام بهم
العذاب. (رواه احمد مشکوٰۃ نمبر ۵۸۳)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اہل شام کا ذکر ہوا تو عرض کی
گئی آپ اہل شام پر لعنت بھیجئے۔ آپ نے فرمایا میں کیسے لعنت
بھیجوں جب کہ میں نے حضور علیہ السلام سے یہ کہتے سنا، فرمایا کہ
شام کے ملک میں ابدال ہوتے ہیں اور وہ چالیس ہیں۔ جب ان
میں سے کوئی فوت ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عوض دوسرا مقرر کرتا
ہے۔ ان کے صدقے اللہ تعالیٰ بارش بھیجتا ہے اور دشمنوں پر فتح دیتا
ہے اور ان کے طفیل اہل شام سے عذاب دفع فرماتا ہے۔

سیدنا علامہ ابن العابدین صاحب فتاویٰ قدس سرہ فرماتے ہیں:
قد طعن ابن جوزی فی احادیث الابدال و حکم یوضعها
وتعقبہ السیوطی بان خبر الدال صحیح وان شئت قلت
متواتر واطال ثم قال مثل هذا بالغ حد التواتر المعنوی

بحیث لقطع بصحة وجود الابدال ضرورة.

(اجابۃ الغوث صفحہ ۲۷۲)

ترجمہ: ابن جوزی نے حسب عادت ابدال کی احادیث کو موضوع کہہ دیا ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے فرمایا کہ ابدال کی احادیث صحیح ہیں بلکہ انہیں متواتر کہا جاسکتا ہے اس کے بعد طویل بحث فرمائی ہے اور ان کو متواتر المعنی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے یہاں تک کہ ابدال کا وجود قطعی طور پر ثابت ہوا۔

اسکے علاوہ مزید احادیث و دلائل و مسائل و احکام و حکایات فقیر کی کتاب احکم المقال علی وجود الابدال کا مطالعہ کیجئے۔

(ف): ابدال کو اس لئے بھی ابدال کہا جاتا ہے کہ وہ بیک وقت متعدد مقامات پر موجود ہوتے ہیں اس پر علمائے امت کے شواہد اور تصریحات کتاب مذکور میں دیکھئے۔ سر دست تین حوالے حاضر ہیں۔

(۱)..... خاتم الحدیث شیخ الاسلام سیدنا شہاب الدین احمد بن حجر تیمی مکی فرماتے ہیں:

وقیل سمیت الابدال ابدالاً لانہم قدیر حلون لمکان
ویخلفون فی مکانہم الاول شبحاً آخر شبیہاً شبحہم

الاصلی بدلا عنہ. (فتاویٰ حدیثیہ نمبر ۳۶ مطبوعہ مصر)

یعنی بعض علمائے کرام نے فرمایا کہ اولیائے ابدال کو ابدال اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ اپنی جگہ سے جب کہیں جاتے ہیں تو اصلی جسم کے بدلے میں وہاں لیک اور جسم چھوڑ جاتے ہیں جو اصلی جسم کے مشابہ ہوتا ہے۔

(۲)..... قال تاج المحدثین سیدنا الامام جلال الدین السیوطی رحمة اللہ تعالیٰ کتابہ الحاوی للفتاویٰ کی عبارت بھی علامہ ابن حجر کی عبارت کے مطابق ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

اسی لئے ابدال کو ابدال کہتے ہیں کہ جب وہ کسی جگہ سے کوچ کر جاتے ہیں تو اپنی جگہ اپنی شبیہ (صورت مثالی) چھوڑ جاتے ہیں جو اس کی قائم مقام رہ کر تصرف کرتی ہے۔

(۲)..... حضرت علامہ ابن العابدین صاحب فتاویٰ شامی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

عن العارف ابن العربی قدس سرہ قال واذارحل البدال عن موضع ترک بدله فیہ حقیقة روحانية تجتمع الیہا ارواح اهل ذالک الموطن الذی وصل عنہ هذا الولی فان ظهر شوق من اناس ذالک الموطن شدید لهذا الشخص تجددت لهم تلك الحقیقة الروحانية التي

ترکھا بدنہ فکلمتہم و کلموہا و هو غائب عنہا. (نقلہ

الشہاب المہینى اجلۃ العوث نمبر ۲۶۶ مصری)

ترجمہ: حضرت ابن العربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ولی کامل جب

ایک مکان سے کوچ کر جاتا ہے تو وہاں اپنی روحانیت حقیقیہ کو

چھوڑ جاتا ہے۔ جو وہاں پر اسی جگہ کی ارواح کو ان سے ملنے کا

شوق کرتے ہیں تو وہ ارواح وہاں جمع ہو جاتی ہیں اور اس ولی کی

روح سے ہمکلام ہوتے ہیں اگرچہ ولی اس وقت ان سے غائب

ہوتے ہیں۔

سورج کے متعدد مقامات پہ موجود ہونے کے دلائل

سورج کے متعدد مقامات پہ موجود ہونے پر تو کسی نے انکار نہیں کیا اور

نہ ہی کوئی انکار کر سکتا ہے جب کہ اس کا ایک جسم آسمان پر ہے اور پھر متعدد

مقامات پہ مُردگان کو مختلف اوقات کے باوجود سب کو عند الغروب نظر آتا ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

(۱)..... عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ

وسلم قال اذا ادخل المية القبر مثلت له الشمس عند

غروبها فيجلس يمسح عينه ويقول دخوني اُصَلِّيْ

رواہ ابن ماجہ. (مشکوٰۃ نمبر ۲۶۶ باب اثبات عذاب القبر)

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا جب میت کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو

میت کیلئے سورج کو غروب کا وقت دکھایا جاتا ہے۔ وہ اپنی آنکھیں ملتا ہوا کہتا ہے مجھے نماز پڑھنے دو۔

(ف): دن اور رات کی کوئی گھڑی خالی نہیں جس میں بے شمار اموات کو قبر میں داخل نہ کیا جاتا اور انہیں ان کی ہر گھڑی اور ہر علاقہ میں سورج عند الغروب نظر آتا ہے لیکن وہ اپنے اوقات میں بھی موجود ہوتا ہے۔

(۲)..... عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین غربت الشمس اتدری این تذهب هذه قلت اللہ ورسولہ اعلم قال فانها تذهب حتی تسجدتحت العرش فتساذن فیوذن لها ویوشک ان تسجدولا تقبل منها وتستاذن فلا یئوذن لها ویقال لها ارجعی من حیث جئت فتطلع من مغربها فذلک قولہ تعالیٰ والشمس تجری لمستقر لها قال مستقرها العرش. (متفق علیہ مشکوٰۃ شریف نمبر ۴۷۲)

حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ نے سورج کو ڈوبتے ہوئے ملاحظہ فرما کر فرمایا تمہیں پتہ ہے یہ سورج اب کہاں جائیگا۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ اب عرش کے نیچے جا کر سجدہ کریگا۔

(ف): اس سے سورج کے متعدد مقامات پہ بیک وقت موجود ہونے میں

شک کی گنجائش نہیں اور ایسا ماننا اسلام ہے نہ کہ شرک۔

سوال: اس حدیث سے ہی سورج کے متعدد مقامات پہ بیک وقت موجود

ہونے کا استدلال کیا جاتا ہے جو ایک سوالیہ صورت میں صاحب

روح المعانی اشکال پیدا کرتے ہوئے جو جواب دیتے ہیں وہی ہمارا

مطلوب ہے اشکال کی تقریر یوں ہے کہ ہر شب آفتاب کا طلوع

موقوف کر کے زیر عرش قائم ہو کر سجدہ کرنا جیسے اس حدیث سے مفہوم

ہوتا ہے ممکن نہیں کہ خلاف مشاہدہ ہے خواہ یوں کہا جائے کہ آسمانوں کو

یکے بعد دیگرے طے کر کے زیر عرش پہنچ کر سجدہ کرتا ہے یا یوں کہیں

کہ اپنی جگہ ٹھہر کر سجدہ کرتا ہے۔ اس لیے کہ امام الحرمین وغیرہ علماء

اسلام نے تصریح فرمائی ہے کہ آفتاب کا ایک افق میں غروب

دوسرے افق میں طلوع ہوتا ہے اور رات ایک جگہ طویل دوسری جگہ کم

ہوتی ہے۔ اور خط استوا کے نزدیک لیل و نہار میں قدرے فرق ہوتا

ہے اور مغربی ممالک میں بعض جگہ بعد غروب، شفق غائب ہونے

سے پہلے فجر طلوع ہو جاتی ہے۔ یہ مشاہدات اس بات پر دلالت

کرتے ہیں کہ آفتاب کا طلوع موقوف نہیں ہوتا ایک جگہ غروب ہے

تو کسی نہ کسی جگہ ضرور طلوع ہوگا۔ چوبیس گھنٹوں میں ایسا کوئی وقت

نہیں جس میں بعد غروب ٹھہر جائے اور کسی جگہ طلوع نہ ہو۔ پس

آفتاب کا سجدہ مذکورہ خلاف مشاہدہ ہونے کے باعث قبول نہیں۔

جواب: اس اشکال کا جو بیان بالا سے ظاہر ہوا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آفتاب کو مثالی جسم اختیار کرنے کی قدرت عطا فرمائی ہے لہذا وہ مثالی جسم سے طلوع و غروب میں رہتا ہے اور اصلی جسم سے زیر عرش قائم ہو کر سجدہ بجالاتا ہے۔

نتیجہ: ان احادیث کے ساتھ علماء محققین کی تحقیق سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا متعدد مقامات پر موجود ہونے میں کسی قسم کا اشکال نہیں جب کہ انہیں بھی خدا تعالیٰ کی عطا کردہ طاقت اور قوت ہے۔ (ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء) اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض مواقع وہی ہیں ایک جسم متعدد مقامات پہ موجود ہوتا ہے نہ کہ جسم مثالی کے ساتھ بلکہ اصلی جسم کے ساتھ جیسے کہ اس حدیث سے سورج کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ بیک وقت زیر عرش بھی ہے اور طلوع و غروب کے مقامات پہ بھی اور اس کے اصلی ہونے کی دلیل یہی حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ”اتدرون این تذهب هذا الشمس“ اس حدیث میں ہذا اسم اشارہ کا اطلاق محسوس مبصر کے لئے ہوتا ہے۔ اس لئے ان لوگوں کا خیال دفع ہو گیا جو کہتے ہیں کہ سورج کا طلوع و غروب جسم مثالی کی حالت میں ہوتا ہے اور زیر عرش کا استقرار اصلی جسم سے ہے۔

تحقیق عالم مثال

اولیائے کرام کا متعدد مقامات پہ موجود ہونا عالم مثال سے ہے اور عالم مثال میں ایک شے کا متعدد شکلوں میں متعدد مقامات میں موجود ہونا ممکن ہی نہیں بلکہ واقع ہے اور اس کے دلائل قرآن و حدیث میں موجود ہیں۔ جلال الملت والدين خاتم الحمد شين سيدنا امام سيوطي رحمه الله تعالى فرماتے ہیں۔

وقد اثبت الصوفية عالماً متوسطاً بين عالم الاجساد و
عالم الارواح سمواً عالم المثل وقالوا هو الطف من
عالم الاجساد و اكشف من عالم الارواح وبنوا على
ذالك تجسد الارواح و ظهورها في صور مختلفه من
عالم المثل وقد يستانس لذلك بقوله تعالى " فتمثل
لها بشراً سوياً "

یعنی صوفیائے کرام کے نزدیک ایک عالم مثال ہے جو عالم اجساد و عالم ارواح کے درمیان برزخی حالت رکھتا ہے جو عالم اجساد سے زیادہ لطیف ہے اسے عالم مثال سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسی عالم مثال کے قواعد سے ہے کہ ارواح مختلف شکلیں اختیار کر کے مختلف مقامات پر یہ موجود ہوں اس کی ایک دلیل فتمثل لها بشراً سوياً ہے۔

و كذا قال شيخ الاسلام سيدنا الامام شهاب الدين احمد

بن حجر الهيثمي المكي قدس سره. (في الفتاوى حديثه نمبر ۴۶)

گھر کی گواہی:

دیوبندی مشن کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی کو بھی اس کا اقرار ہے چنانچہ اپنی وعظ کی کتاب ”دعوات عبدیت جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۷۷“ میں لکھتا ہے:

اور جسم مثالی کی حقیقت یہ ہے کہ سوائے اس عالم ظاہر کے ایک اور عالم ہے کہ صوفیاء کو اس کا انکشاف ہوا ہے اور نیز اشارات کتاب و سنت سے بھی اس کا وجود معلوم ہوتا ہے اس عالم میں تمام اشیاء اور تمام اعمال و افعال کی صورتیں ہیں۔ خواب میں جو کچھ آدمی دیکھتا ہے۔ وہ بھی اسی عالم کی صورتیں دیکھتا ہے، مثلاً خواب میں دیکھتا ہے کہ میں کلکتہ گیا ہوں اور وہاں کوٹھیاں، بنگلے اور بازاروں کی سیر کر رہا ہوں تو یہ سب صورتیں چونکہ عالم مثال میں موجود ہیں اس لئے وہ خواب میں نظر آتی ہیں۔

عالم مثال کی حکایات:

عالم مثال کے متعلق مزید عجائبات ملاحظہ ہوں:

(۱)..... شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتوحات مکیہ شریف میں

ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ:

حضور ﷺ نے فرمایا کہ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ مِائَةَ أَلْفِ آدَمَ بَشَرًا اللَّهُ

تعالیٰ نے ایک لاکھ آدم پیدا فرمائے اور عالم مثال کے بعض مشاہدات سے ایک

حکایت لائے کہ ایک وقت کعبہ شریف کا طواف کرتے وقت مجھے یوں معلوم ہوا

کہ میرے ہمراہ ایک جماعت طواف کر رہی ہے اور میں ان کو نہیں پہچانتا اور

طواف کے دوران یہ لوگ عربی کے دو بیت پڑھتے تھے جن میں سے ایک یہ ہے:

لقد طفنا كما طفتم سنيناً بهذا البيت طرا جمعينا

جس طرح تم نے طواف کیا ہم سب نے مل کر کئی برس اس بیت اللہ کا طواف کیا۔ جب میں نے یہ بیت سنا تو میرے دل میں خیال گذرا کہ یہ عالم مثال کے ابدال ہیں تو فوراً ان میں سے ایک نے میری طرف نگاہ کی اور فرمایا کہ تمہارے بزرگوں سے ہوں میں نے پوچھا آپ کو فوت ہوئے کتنا عرصہ گزرا ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے فوت ہوئے چالیس ہزار سال سے زائد عرصہ گزرا ہے۔ میں نے تعجب کرتے ہوئے کہا کہ ابھی تک حضرت آدم علیہ السلام کو سات ہزار سال پورے نہیں ہوئے۔ تو انہوں نے فرمایا تم کس آدم کی بات کرتا ہے ہاں یہی آدم ہے جو اس سات ہزار سال کے دور آغاز میں پیدا ہوئے۔

(ف)۔ حضرت شیخ الاکبر قدس سرہ نے فرمایا اس وقت وہ حدیث شریف مذکورہ میرے دل میں گذری کہ اس بات کی تائید کرتی ہے۔

(مکتوبات شریف دفتر دوم حصہ ساتواں مکتوب ۵۸ نمبر ۴۲)

(۲)..... ایک معتبر کتاب کا حوالہ نظر سے گذرا کہ ایک شخص نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا یا امیر المؤمنین آدم علیہ السلام سے تین ہزار برس پہلے کون تھا آپ نے فرمایا کہ آدم تھا جب تین مرتبہ یہ بات ہوئی تو سائل نے آپ کے سامنے سر جھکایا اور خاموش ہو گیا۔ تب جناب ولایت پناہ رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اگر تیس ہزار مرتبہ پوچھتا رہتا کہ حضرت آدم سے پہلے کون تھا تو میں کہتا

رہتا کہ آدم۔ (تاریخ فرشتہ ج ۱۵)

(۳)..... صاحب تاریخ خواجگی نے لکھا ہے کہ:

ایک شخص نے امام برحق حضرت جعفر صادق سے آدم علیہ السلام کی پیدائش کے حالات پوچھے تو سائل کے جواب میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کس آدم کے حالات پوچھتے ہو؟ اس آدم کے جو ہمارا جد امجد ہے یا کسی اور کے تو سائل نے حیران ہو کر عرض کیا کہ اے امام عالی مقام کیا آدم صنفی اللہ کے علاوہ اور بھی آدم ہیں آنجناب نے فرمایا کہ صنفی اللہ ایک سوا ایک واں آدم ہیں اور ان سے پہلے ایک سو آدم گزرے ہیں۔ (بوادر النوار جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۱۵۵)

(۴)..... تاریخ طبری میں ہے کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں زمین و آسمان کی مدت پیدائش کے متعلق سوال کیا تو آپ کو حکم ہوا کہ فلاں جنگل میں ایک کنویں پر جا کر ایک کنکری اس میں ڈالو تو حقیقت حال آپ پر واضح ہو جائے گی۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام وہاں گئے اور کنکری ڈالی تو اس کنویں سے آواز آئی کہ کنویں پر کون صاحب ہیں تو آپ نے فرمایا میں موسیٰ بن عمران بن یطہر تا آنکہ اپنا سلسلہ نسب حضرت آدم صنفی اللہ تک گنا۔ پھر دوبارہ آواز آئی کہ ہر زمانہ میں اسی نام و نسب کا شخص اس کنویں پر آیا اور ایک کنکری ڈالی حتیٰ کہ کنواں آدھا پڑ ہو گیا۔

(بوادر النوار ج ۱ نمبر ۱۵۵)



(۱)۔ اس کے مصنف امام محمد بن جزیر طبری ہیں جو صاحب تفسیر طبری ہیں جو تیسری صدی کے مجدد ہیں۔
(فتاویٰ عبدالحی صفحہ ۲۵۱)

استدلال از اقوال ائمہ کرام

(۱).....سیدنا جلال الدین رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

وفی الممكن ان یخص اللہ تعالیٰ بعض عبادة فی حال
الحویة بخاصیة لنفسه المملکیة القدسیة وقوة لها
یقدر بها علی التصرف فی بدن آخر غیر بدنہا المعهود
مع استمرار تعرفها فی الاول :

ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی خاص بندے کو بوجہ اس کے نفس
ملکیہ قدسیہ اور خدا داد قدرت کی قوت کے ذریعے اپنے بدن حقیقی
میں دائمی تصرف کے علاوہ دوسرے بدن میں متصرف و قادر ہو۔

(۲).....و کذا لک قال العلامة ابن حجر ہیتمی مکی قدس
سرہ فی . (الفتاویٰ حدیثیہ نمبر ۴۶)۔

(۳).....امام ربانی محبوب سبحانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ اپنے
مکتوبات کے صفحہ نمبر ۵۷ میں فرماتے ہیں۔

ہر گاہ جنابہ تقدیر اللہ سبحانہ، اس قدرت پروردگار کے متشکل باشکال گشتہ
باعمال غریبہ بوقوع آرند۔ ارواح اکمل را اگر اس قدرت عطا فرماید چہ محل تعجب
است و چہ احتیاج بہ بدن دیگر ازیں قبیل است۔ آنچه بعضے اولیاء اللہ نقل می

کنند کہ در ساعت در امکان متعددہ حاضر می گردند و افعال متبانیہ بوقوع می آرند۔
 این جانیز لطائف اشکال متجد باجساد مختلفہ و متشکل متبانیہ می گردند و ہم چنان
 عزیز یکہ مثلاً در ہندوستان توطن دارد و ازاں دیار نہ برآمدہ است۔ جمعہ از
 حضرت من مکہ می آیند و می گویند کہ آن عزیز را در حرم کعبہ دیدہ ایم و چنان و چنیس
 در میان مادہ آن عزیز گذشت و جمعہ دیگر نقل می کنند کہ ما زور در روم دیدہ ایم
 و جمعہ در بغداد دیدہ اند این ہمہ تشکل آن عزیز است باشکال مختلفہ و این شکل گاہ
 در عالم شہادت بود و گاہ در عالم مثال۔ چنانچہ در یک شب ہزار کس آن سرور علیہ
 الصلوٰۃ بصور مختلفہ در خواب می بینند و استفادہ ہای نمایند این ہمہ تشکل صاف
 و لطائف اوست علیہ و علی آلہ و الصلوٰۃ والسلام بصور تہائے مثالی و ہم چنیس
 مریدان از صور مثالی پیران استفادہ ہائے نمایند و حل مشکلات می فرمایند۔

ترجمہ: جب جنات کو یہ طاقت حاصل ہے کہ مختلف شکلیں اختیار کر کے
 عجیب و غریب حالتیں ظاہر کرتے ہیں۔ اولیاء اللہ کو یہ امور حاصل
 ہوں تو محل تعجب کیوں۔ ان کا دوسرے جسم میں تصرف کرنا اسی قبیل
 سے ہے جو وہ منقول ہے کہ اولیاء اللہ ایک گھڑی میں متعدد مقامات
 پہ حاضر ہو کر لطائف و ظرائف دکھاتے ہیں اور مختلف شکلوں میں
 ہوتے ہیں وہ اسی تصرف باطنی کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ بعض بزرگوں
 کے متعلق مشہور ہے کہ وہ ہندوستان میں رہتے ہوئے اپنے
 عزیزوں کے ہاں بھی ہیں اور حرم مکہ میں طواف کرتے ہوئے بھی

دیکھے جاتے ہیں۔ دوسرے لوگ اسی وقت کے متعلق کہتے ہیں کہ ہم نے اس وقت روم میں دیکھا دوسرے کہتے ہیں اس گھڑی ہم نے انہیں بغداد میں دیکھا۔ یہ انہی بزرگ کی واقعی وہی صورت ہے جو انہوں نے مختلف شکلیں اختیار کر کے تصرف کیا اور متعدد مقامات پہ موجود ہوئے۔ یہ شکل کبھی عالم شہادت میں ہوتی ہے اور کبھی عالم مثال میں۔ چنانچہ ایک رات میں ہزاروں سعادت مند حضور سرور عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں اور فیض حاصل کرتے ہیں یہ اسی صورت مبارکہ کے لطائف سے ہے۔ اسی طرح مزیدین اپنے مشائخ کی صورت مثالیہ سے فیض حاصل کرتے ہیں اور حل مشکلات کراتے ہیں۔

(۴)..... شیخ المحققین سیدنا شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آوردہ اند کہ شیخ علاؤ الدین قونوی میگوید کہ بعید نیست کہ گفتہ شود کہ ارواح مقدسہ انبیاء بعد از مفارقت بمنزل ملائکہ است بلکہ افضل ایشاں ہم چنانکہ ملائکہ متمثل مے شوند در صور مختلفہ کذا لک جائز باشد کہ ارواح مقدسہ انبیاء نیز متمثل گردند و ممکن است کہ این تصرف مر بعض خواص عباد را در حالت حیات نیز دست دہد و روح واحد در ابدان متعدده غیر بدن معہود متفرقہ گردد۔ (جذب القلوب)

ترجمہ: اولیاء کرام کا متعدد مقامات پر ہونا بعید نہیں کیونکہ ارواح مقدسہ

انبیاء بعد وصال بمنزلہ ملائکہ کے ہوتی ہیں بلکہ ان سے بھی افضل۔ جیسے ملائکہ مختلف شکلوں میں آسکتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء کرام اور عالم دنیا کی حیات میں بھی بعض حضرات کو اس کا تصرف حاصل ہوتا ہے کہ ایک ہی روح متعدد ابدان میں جو معہود بدن کا غیر ہے تصرف کرے۔

(۵)..... شیخ المشائخ سیدنا شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہم نے شیخ فرید الدین جوینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ سے کہا کہ شیخ حسین جوینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ سارے فرائض جس میں نماز بھی ہے کے تارک ہیں باوجود یہ کہ زبردست عالم ہیں تو شیخ موصوف نے فرمایا: ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ نماز وغیرہ نہیں پڑھتے۔ وہ ایک مرد شہسوار ہیں۔ ہاں ان کا طریقہ قلندر یہ ہے۔ عزیز من قلندر یہ کا بظاہر فرائض ترک کرنا یا تو اس وجہ سے ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ان کو مرتبہ روحی عطا فرمایا ہے اور قدرت دی ہے کہ بہ سبب تجسد ارواح کے ایک حالت میں اور ایک وقت چند جگہ ظاہر ہوں۔ پس اگر کبھی کسی مقام میں ترک فرائض ان سے معلوم ہوں تو انکار نہ کرنا چاہئے کیونکہ ممکن ہے کہ اس وقت میں کسی دوسرے مقام میں دوسرے جسد سے فرائض ادا کر لیتے ہوں یا اس وجہ سے کہ ان کی عقل میں (جس پر کہ مکلف ہونے کا دارومدار ہے) خلل واقع ہو جاتا ہے۔ اگرچہ بظاہر بعض امور ان سے عقل اور ہوشیاری نظر آتے ہیں مگر چونکہ عقل ان کے اندر اس قدر نہیں کہ جس کی وجہ سے

مکلف ہوں۔ اس وجہ سے غیر مکلف ہوتے ہیں۔

(کذافی لطائف قدوسی لطیفہ ۲۹ واقعہ ۵۷ مطبوع)

(۶)..... حضرت مولانا جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الولی اذا تحقق ولا یة تمکن من التصور فی روحانیه
ويعطى من القدرة التصوير فی صور عديدة وليس
ذالك بمجال والمتعدد هو الصورة الروحانية وقد
الشتهر ذالك عند العارفين بالله.

(الحاوی للفتاویٰ نمبر ۳۴۰ ج)

ترجمہ: ولی کی جب ولایت متحقق ہو جاتی ہے تو اسے اپنی روحانیت کے ذریعہ متعدد صورتوں اور مختلف شکلوں میں متشکل ہونے کی قدرت دی جاتی ہے اور یہ بات محال بھی نہیں کیونکہ متعدد ہونے والی صورت روحانی ہوتی ہے اور یہ مسئلہ عارفین باللہ کے ہاں مشہور و معروف ہے۔

(۷)..... حضرت علامہ موصوف رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت الشیخ السبکی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الکرامات انواع الثانی والعشرون التطور باطوار
مختلفه وهذا الذی تسمیه الصوفیة بعالم المثال وبنوا

علیہ تجسد الارواح وظہورہا فی صرر مختلفہ من

عالم المثال (الحاوی للفتاویٰ نمبر ۳۲۲ ج ۱)

ترجمہ: ابن السبکی طبقات کبریٰ میں فرماتے ہیں کہ کرامات کئی قسمیں

ہیں یہاں تک کہ اس کی بائیسویں قسم یہ ہے کہ ولی اللہ مختلف

اطوار میں بدلتا رہتا ہے۔ اسی کو صوفیاء کرام عالم مثال کہتے ہیں۔

اس پر ان کے قاعدہ کی بنا ہے کہ عالم ارواح مختلف اجسام میں

آ کر عالم مثال میں مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کلیہ

کی دلیل باری تعالیٰ کا قول فتمثل لہا بشراً سوياً ہے۔

(ف): اسی میں قضیب البان کا قصہ ہے جسے فقیر نے قضیب البان کے

بیان میں لکھا ہے آگے آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

(ف): یہاں پر ابن السبکی نے قضیب البان کا واقعہ بھی لکھا ان کے علاوہ

اور قصے بھی بیان فرمائے جو آگے چل کر کچھ بیان کئے جائیں گے،

انشاء اللہ العزیز۔

(۹)..... سیدنا ابوالعباس سید احمد بدوی الشریف رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

الدنيا كلها خطوة عند اولياء الله.

(طبقات کبریٰ للشعرانی نمبر ۱۶۳ مطبوعہ مصر)

یعنی دنیا ساری کی ساری اولیاء اللہ کے نزدیک ایک قدم ہے۔

(۱۰)..... امام احمد ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

الطی الاصغر لعامة هذا الطائفة ان تطوى لهم الارض
من مشرقها الى مغربها في نفس واحدة.

(کتاب مذکور صفحہ نمبر ۱۲، جلد نمبر ۲)

یعنی طی اصغر عامہ اولیاء اللہ کو حاصل ہے وہ یہ کہ زمین مشرق سے
مغرب تک ایک سانس میں ان کو طے کرادی جاتی ہے۔

(۱۱)..... حضرت سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ السامی اپنی کتاب
مستطاب سبع سنابل شریف میں یہی مسئلہ نہایت احسن طریقہ سے
سمجھاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

اگر آئینہ را مقابل آسمان بداری عکس آسمان و عکس آفتاب کہ بر چہارم
آسمان است در او صفا پیدا آید و اگر آسمان حائل نباشد جملہ علویات و سفلیات
در در متجلی شود و در جملہ ممکنہ حاضر باشی۔

ترجمہ: یعنی اگر آئینہ کو آسمان کے مقابل رکھو تو آسمان کا عکس اور آفتاب
کا عکس (جو چوتھے آسمان پر ہے) دونوں اس میں آجائیں گے
اور اگر آسمان حائل نہ ہو تو جملہ علویات و سفلیات کا عکس اس میں
آجائے۔ اسی طرح تمہارا آئینہ دل اگر روشن ہو جائے تو جملہ
علویات و سفلیات اس میں جلوہ گر ہو جائیں اور تم سب مکانوں
میں حاضر ہو جاؤ۔

(ف): یہ کتاب سبع سنابل شریف کا حوالہ ہے جو بشہادت عارف باللہ سیدنا

شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی قدس سرہ بارگاہ رسالت میں مقبول ہو چکی ہے اور دربار باجملہ خویشاں و اغیار سے اسپر مہر تصدیق مثبت کر دی گئی ہے۔

(۱۱)..... اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاب بریلوی قدس سرہ سے عرض کیا گیا کہ کیا اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں؟ آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا۔
اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔ (ملفوظات شریف، ج ۱)

لطیفہ: بعض دیوبندی جمہور اہلسنت کی تحقیق سے آنکھ چرا کر کبھی کبھی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت ماتہ حاضرہ موید ملت قاہرہ شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ پر خوب برستے ہیں جب کہ انہیں کسی عبارت سے محسوس ہو گیا۔ اس طرح اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی مذکورہ عبارت پر بعض جاہل یا متجاہل دیوبندی خوب برستے ہیں۔

دیوبندی کا جاہلانہ اعتراض:

چنانچہ پروفیسر کریم بخش مظفر گڑھی نے چہل مسئلہ حضرات بریلویہ (جسے سرفراز گھکھڑوی نے بڑی آن بان سے شائع کیا) میں عبارت مذکورہ لکھ کر فساد کی آگ لگا کر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو یوں ہدف ملامت بناتا ہے کہ:

حضور ﷺ کو خدائی اختیارات دے کر لوگوں (اولیاء اللہ) کو بھی حق تعالیٰ کا شریک مانتا ہے۔ چنانچہ اس جواب (یعنی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عبارت کے جواب) سے صاف ظاہر ہے کہ ایک ولی ہزاروں جگہ حاضر ہو جاتا ہے۔ (چہل مسئلہ نمبر ۱۱)

بھلا بتائے اس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا کیا قصور ہے جب کہ اس طرح تمام علمائے امت اور صلحائے ملت، اعلیٰ حضرت سے پہلے اس سے بھی کچھ زائد لکھ گئے ہیں۔ لیکن ایسے دیوبندیوں کی خیانت پہ حیرانی ہوتی ہے کہ انہوں نے عوام کو بہکانے کے غلط طریقے اختیار کر رکھے ہیں۔ اسی طرح کی کئی خیانتیں اور جھوٹ پروفیسر مذکور نے تحریر کئے۔ بفضلہ تعالیٰ اس کا بہترین رد بھی لکھا جا چکا جسے فاضل جلیل مولانا ابوالفیض محمد عبدالکریم صاحب ابدالوی چشتی رضوی خانقاہ ڈوگرہاں نے تحریر فرمایا ہے اس کتاب کا نام ہے ”دیوبندیوں کے جھوٹ اور خیانتیں“۔

اعجوبہ: گکھڑوی کے پروفیسر صاحب اور ان جیسے جاہل دیوبندیوں وہابیوں کی توحید بھی عجیب ہے کہ کسی کو ہزاروں جگہ حاضر و ناظر ماننا خدا تعالیٰ کا شریک بنا دینا ہے۔ اب اس عقیدہ غلیظہ کو سامنے رکھ کر فقیر کے دلائل اور پھر ان کے اکابر کے حوالہ جات پر غور کیجئے۔ اس کے بعد ایسے جاہلوں کی غلط روی پر خوب ہنستے۔

(۱۲)..... سیدنا ابوالموہب امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

ومنها شهود الجسم الواحد فی مکانین فی آن واحد

کمارای محمد ﷺ نفسه فی اشخاص بنی آدم السعداء
 . حین اجتمع به فی السماء الاولیٰ کما..... الخ.

(الیواقیت نمبر ۳۶ ج ۲)

ترجمہ: ان میں سے بعض یہ بھی ہے کہ ایک جسم کا آن واحد میں دو
 مکانوں میں موجود ہونا جیسے حضور علیہ السلام نے اپنے آپ کو بنی
 آدم کے سعادت مندوں میں دیکھا جب کہ وہ آپ کو اول
 آسمان میں بھی ملے۔

اور جب انسانی روہیں مقدس ہو جاتی ہیں تو کبھی اپنے بدنوں سے الگ
 ہو کر ان ہی بدنوں کی صورتوں یا دوسری شکلوں میں ظاہر ہو کر جبریل علیہ السلام کی
 طرح جیسا کہ وحیہ کلبی یا بعض اعراب کی صورت میں ظاہر ہوتے تھے جیسا کہ صحیح
 حدیثوں میں وارد ہوا ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تشریف لے جاتے ہیں اور
 ان کا اپنے بدنوں کے ساتھ ایک قسم کا تعلق باقی رہتا ہے اور وہ تعلق ایسا ہوتا ہے
 کہ جس کی وجہ سے بدنوں سے ان روحوں کے کام صادر ہوتے رہتے ہیں۔
 چنانچہ بعض اولیاء قدست اسرار ہم کے متعلق منقول ہے کہ وہ ایک وقت میں
 متعدد مقامات پر دیکھے جاتے ہیں اور یہ بات صرف اس وجہ سے ہے کہ ان کی
 روہیں قوت تجرد اور انتہائے تقدس میں اعلیٰ مرتبہ حاصل کر لیتی ہیں۔ اس وجہ سے
 وہ روہیں متمثل ہو کر کسی جگہ وارد ہوتی ہیں حالانکہ ان کا اصلی بدن دوسرے مقام
 پر ہوتا ہے۔

(۱۴)..... یہی علامہ موصوف اسی روح المعانی میں اسی مقام پر تھوڑا سا کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں۔

وهذا امر مقرر عند السادة الصوفية مشهور فيما بينهم وهو غير طي المسافة وانكار من ينكر كلامها عليهم مكابرة لا تصدرا الا عن جاهل او معاند وقد عجب العلامة التفتازاني من بعض فقها اهل السنة كابن مقاتل حيث حكم بالكفر على معتقد ما روى عن ابراهيم بن ادهم قدس سره انهم راوه بالبصرة يوم التروية روى ذلك اليوم بمكة منبأه زعم ان ذلك من جنس المعجزات اكبار وهو مما لا يثبت كرامة لولى وانب تعلم ان المعتمد عندنا.

اس کی تفصیلی گفتگو بحث معراج میں بیان ہو چکی ہے۔

(۱۴)..... یہی امام ممدوح الصدر اسی کتاب مذکور میں آگے چل کر لکھتے ہیں۔

ثم ان المعترض ينكر على الاولياء مثل هذا في تطوراتهم وقد كان قضيب البان يتطور فيما شاء من الصور في اماكن متعددة وكل صورة خوطب فيها اجاب ان الله على كل شيء قدير:

وہ منکر جو اللہ تعالیٰ کے اولیاء پر اعتراض کرتا ہے کہ وہ متعدد مقامات

یہ بیک وقت کیسے پہنچ سکتے ہیں حالانکہ حضرت قزیب البان رحمہ اللہ تعالیٰ مختلف صورتوں میں مختلف مقامات پہ جہاں چاہتے تشریف لے جاتے اور صورت و شکل میں جواب عنایت فرماتے۔ اللہ تعالیٰ کو تمام قدرتیں حاصل ہیں۔

(۱۳)..... حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

والانفس الناطقة الانسانية اذا كانت قدسية قد تنسلخ من الابدان وتذهب متمثلة ظاهرة بطور ابدانها او بصوراخرى كما يمثّل جبرئيل عليه السلام ويظهر بصورة دخيه او بصورة بعض الاعراب كما جاء في صحيح الاخبار حيث يشاء الله عزوجل مع بقاء نوع تعلق لها بالابدان الاصلية يأتى مع صدور الافعال منها كما يحكى عن بعض الاولياء قدست اسرارهم انهم يرون في وقت واحد في عدة مواضع وغاية تقدسها فيتمثل وتظهر في موضع وبدنها الاصلى في موضع آخره تقل ولدها شرقى نجد للعا مريّة دار جواز ثبوت الكرامة للولى مطلقا الا فيما يثبت بالدليل عدم امكانه كالانسان بسورة من احدى سورة القرآن وقد اثبت غير واحد تمثّل النفس وتطورها النبينا ﷺ بعد الوفاة وادعى

انه عليه الصلوة والسلام قد يرى في عدة مواضع في
وقت واحدة مع كونه في قبره الشريف يصلي وقد تقدم
الكلام مستوفى في ذلك

(روح المعانی نمبر ۱۳ ج ۲)

ترجمہ: اور یہ امر سادات صوفیہ کے نزدیک ثابت شدہ اور ان کے
درمیان مشہور ہے اور وہ طے مسافت کے علاوہ ہے اور جو شخص
ان دونوں کمالات (طے مسافت اور بیک وقت متعدد مقامات
میں موجود ہونے) کا منکر ہے۔ اس کا انکار مکارہ ہے جو سوائے
جاہل یا معاند کے کسی سے صادر نہیں ہو سکتا اور علامہ سعد الدین
تفتازانی نے ابن مقاتل جیسے بعض فقہاء اہل سنت پر سخت تعجب کا
اظہار کیا ہے۔ اس حیثیت سے کہ انہوں نے ایسے شخص پر کفر کا
فتویٰ لگایا جو ابراہیم بن ادھم قدس سرہ کے متعلق اس روایت کا
معتقد ہے کہ لوگوں نے انہیں ذوالحج کی آٹھویں تاریخ کو بصرہ
میں دیکھا اور وہ اسی دن مکہ میں بھی دیکھے گئے اور ان کے حکم کفر
کا مدار اس امر پر ہے کہ انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ ایک وقت
میں متعدد مقامات پر موجود ہونا انبیاء علیہم السلام کے بڑے
معجزات میں سے ہے اور یہ ان امور میں سے ہے جو ولی کے
لئے بطور کرامات ثابت نہیں ہو سکتے حالانکہ تو جانتا ہے کہ ہم اہل

سنت کے نزدیک معتبر مسلک یہ ہے کہ بنی کا معجزہ ولی کے لئے بطور کرامت ثابت ہو سکتا ہے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا سوائے اس معجزہ کے جس کا صدور ولی کے حق میں ناممکن ہونا دلیل شرعی سے ثابت ہو جائے۔ جس طرح قرآن مجید کی سورتوں میں سے کسی کی مثل لے آنا۔ اس کے سوا باقی تمام معجزات خواہ وہ کیسے ہی عظیم الشان ہوں اولیاء اللہ کے لئے بطور کرامت ان کا صدور ظہور ہو سکتا ہے اور بکثرت علماء محققین نے حضور ﷺ کے لیے وفات شریف کے بعد آپ کی روح مقدس کے متمثل ہو کر ظہور فرمانے کو ثابت کیا ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضور ﷺ بسا اوقات ایک ہی وقت میں بہت سی جگہوں میں دیکھے جاتے ہیں حالانکہ حضور ﷺ اپنی قبر شریف میں نماز پڑھ رہے ہیں اور اس مسئلہ میں اس سے پہلے نہایت تفصیلی کلام گذر چکی ہے۔

(۱۵)..... علامہ موصوف چند سطر میں آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں کہ:

ولیس ذالک مما ادى الحکیمون استحالة من شغل
النفس الواحدة اکثر من بدن واحد بل هو امر "وراءه
كما لا يخفى من نور الله تعالى بصيرة

ساتھ ہی یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ یہ بیک وقت متعدد مقامات میں ان مقدس حضرات کا موجود ہونا اس قبیل سے نہیں ہے جس کے محال ہونے کا فلسفیوں نے یہ دعویٰ

کیا ہے کہ ایک روح کا شغل ایک بدن سے زائد بدنوں کے ساتھ ناممکن ہے ان حضرات کا یہ کمال فلاسفہ کی محال قرار دی ہوئی صورت کے علاوہ اور اس سے بہت بلند ہے جیسے کہ یہ حقیقت ان لوگوں پر ظاہر ہے جن کی بصیرت کو اللہ تعالیٰ کھول دیتا ہے۔

اکابر دیوبند کے اقوال سے استدلال

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جو دیوبندیوں کے تمام اکابر و اصاغر کے مسلم مقتداء ہیں فیصلہ ہفت مسئلہ نمبر ۷ پر لکھتے ہیں:

”رہا یہ شبہ کہ آپ کو کیسے علم ہوایا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے یہ ضعیف شبہ ہے۔ آپ کے علم و روحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اس کے سامنے یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو محل کلام نہیں۔“

(۲)..... دیوبندیوں کا حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نوادر النواذر صفحہ نمبر ۳۹۸ میں شیخ حسین جوینپوری کا ایک واقعہ نقل کر کے لکھتا ہے کہ:

”حق سبحانہ و تعالیٰ نے ان کو مرتبہ روحی عطا فرمایا ہے اور قدرت دی ہے کہ بسبب تجدد ارواح کے ایک حالت میں اور ایک مقام میں چند جگہ ظاہر ہوں۔“

(۳)..... تھانوی مذکور ”نشر الطیب“ کے حاشیہ میں لکھتا ہے کہ:

”بنا بر قواعد تصوف یہ ممکن ہے کہ جسم عنصری ملکوت میں پہنچ کر اور جسم

مثالی ناسوت میں رہا ہو۔“

(ف): تھانوی کا اس عبارت سے منشا یہ ہے کہ حضور ﷺ معراج کی رات زمین پر بھی رہے اور عالم ملکوت پر بھی تشریف لے گئے دونوں جگہ حاضر رہے ایک جگہ جسم عنصری سے اور دوسری جگہ جسم مثالی سے۔ یہی بات تو ہم کہتے ہیں لیکن خدا بیڑا غرق کرے تعصب کا وہ حق و باطل کی تمیز نہیں کرنے دیتا۔ وہی بات ہم کہیں تو شرک اگر وہ کہیں تو عین اسلام۔

(اناللہ وانا الیہ راجعون)



عقلی دلیل

اولیاء کرام اور انبیاء عظام علی نبینا وعلہم السلام بہت اونچے مراتب کے مالک ہیں لیکن جنات تو ایک معمولی مخلوق ہے جن کے وجود کا اسلام کا عاشق انکار نہیں کر سکتا ہے اور نہ صرف ان کے وجود کا اقرار ہے بلکہ ہمارے مخالفین کو یہ بھی اعتراف ہے کہ وہ بیک وقت متعدد مقامات میں موجود ہوتے ہیں۔

جب جنات کے لئے نہ صرف ممکن بلکہ ایک حقیقت ہے تو پھر انبیاء عظام اور اولیاء کرام کے لئے کیوں ضد ہے۔

سیدنا امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:

و اذا جاء فی الجن ان یتشکلوا فی صور مختلفہ فالانبیاء

والاولیاء اولی بذالک

یعنی جب جنات مختلف شکلوں میں متشکل ہونے کی قدرت رکھتے

ہیں تو پھر انبیاء و اولیاء اس قدرت کے زیادہ لائق ہیں۔

اور یہ مسلمات میں سے ہے کہ جنات کی یہ طاقت سادات اولیاء کرام

(۱)۔ متعدد کیا ربوں سنبھوں مقامات میں۔ دیکھئے قرآن پاک گواہ ہے کہ شیطان لوگوں کے سینوں میں دوسو سے ڈالتا ہے اور اس کے حملوں سے اللہ کے مخلص بندے ہی بفصلہ تعالیٰ بچے رہتے ہیں اور دوسرے بیچارے اس دیوراہ مارے بچنے کیلئے خواہ کتنے بند باندھیں مگر وہ دیو بند نہیں ہوتا اس لئے ضروری ہوا کہ کسی اللہ والے سے اس دیو کیلئے بند بندھوایا جائے اور ان کو ہی دلی کہا جاتا ہے۔ مگر یہاں معاملہ برعکس ہے کہ اولیاء اللہ کی ہی تنقیص ہوتی ہے تو دیو کیسے بند ہو۔ اگر صحیح صحیح دیو بندی بننا چاہو تو کسی اللہ کے بندے کے بندے بنو بقول مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ۔

پیش مرد کامل پامال شو

ورنہ تنقیص سے گھانا ہی گھانا ہے نفع قطعاً نہیں۔

وانبیاء عظام علی نبینا وعلیہم السلام کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں کیونکہ جنات کی طاقت فطری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فرماتا ہے:

إِنَّهٗ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ.

بیشک شیطان اور اس کا قبیلہ تمہیں دیکھتے ہیں لیکن تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔

گویا یہ ان کا کمال نہیں بلکہ فطرت ہے اور انبیاء عظام اور اولیاء کرام کو یہ طاقت بطور معجزہ و کرامت کے حاصل ہوتی ہے کیونکہ یہ طاقت انہیں خصوصی طور پر ایک کمال و مرتبہ پر فائز المرام ہونے کی وجہ سے نصیب ہوئی لہذا جنات کے لئے تو عقل مانتی ہے کہ وہ واقعی ایک آن میں متعدد مقامات پر موجود ہوں لیکن انسان کے لئے عقل باور نہیں کرتی ہاں بطور کرامت و معجزہ ماننا عین اسلام ہے۔

باقی رہا یہ سوال کہ گاہے گاہے تو انبیاء و اولیاء کے لئے مانا جاسکتا ہے ہر وقت کی قید ہمیں مشکل نظر آتی ہے اب اس غلط خیالی کا بھی قلع قمع ہو گیا کہ جب جنات میں یہ قوت و طاقت بوجہ فطری اور پیدائشی اور دائمی ہے تو پھر ولایت و نبوت کے بزرگوں کو جو کمالیت حاصل ہے۔ اس کو دائمی ماننے میں کونسا خطرہ ہے ایک پیدائشی طاقت و قوت سے تو شرک کا خطرہ نہیں لیکن ولایت و نبوت کے عطیہ پر اس طاقت کا قوت کا ہونا کیسے شرک ہو گیا اس سے تو الٹا عقیدہ کی گندگی کا ظہور پورے طور پر نمایاں ہو گیا۔ نبوت کا کمال ہمارے لئے ماننا فرض ہے لیکن جنات

۱۔ اسی فاسد عقیدہ کے ایک نام نہاد مولوی کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ یہ تو وقتی طور پر ہوتا اور وہ بھی تجلیات خاصہ کے اثر سے چنانچہ دلیل کے طور پر یہ شعر بار بار پڑھ رہا تھا۔

گے بر طارم اعلیٰ نشینم
گے بر پشت پائے خود نہ بینم

کی قوت و طاقت کا ماننا ہمارے لئے ضروری نہیں لیکن افسوس ہے کہ آج کل معاملہ بالکل برعکس ہو گیا کہ جنات کی قوت و طاقت بیان کی جائے تو لوگ سر دھنتے ہیں لیکن انبیاء و اولیاء کا کمال بیان ہو تو شرک کی مشین کو حرکت آ جاتی ہے۔

(انا لله وانا اليه راجعون)

خرد کا نام رکھ دیا جنوں

علاوہ ازیں روح جس کی وجہ سے انبیاء کو متعدد مقامات پر موجود مانا جاتا ہے انہیں ملکی طاقت ہوتی ہے جس کا ظہور بوقت خواب ہوتا ہے جب کہ جسم ایک مقام پہ ہے لیکن روح اس جسم میں ہونے کے باوجود متعدد مقامات کی سیر کر رہی ہوتی ہے۔ اسی طرح عالم برزخ میں جب روح کی پرواز ہوگی تو وہ بیک وقت جسم سے معلق ہوگی اور علیین یا سجدین میں بھی ہوگی۔ جس کی تفصیل روح کی بحث میں ہے۔

(بقیہ حاشیہ)۔ میں نے اسے کہا کہ تم تو اس عقیدہ کو ہی شرک کہا کرتے ہو تو برطالم اعلیٰ فرمانے والے بزرگ کیا (معاذ اللہ) اس وقت شرک میں مبتلا ہوتے ہیں شرک تو وہ نجاست ہے جس کی ایک سیکنڈ تو کیا ایک لمحہ بھی اجازت نہیں ہے تو وہ ملاً گھبرا کر کہنے لگا تو بہ تو بہ یہ کیسے ہو سکتا ہے تو ہم تو کہتے ہیں کہ یہ تجلیات ربانی کا اثر ہے میں نے کہا مجھے صرف اتنا بتادو کہ تجلیات کے اثر سے شرک شرک ہی رہتا ہے یا کہ عین اسلام بن جاتا ہے اگر شرک شرک ہی رہتا ہے تو اس کی اجازت کیوں مل گئی اور اگر عین اسلام ہے تو شرک کہنے سے تو بہ کرو اور وہاں یہ سوال کہ وہ کمال وقتی ہوتا ہے یاد آئی تو اس کا جواب دوسرے نمبر پر دیا جائے گا پہلے یہ توفیصلہ بتاؤ کہ کیا وہ شرک ہوتا ہے یا کمال نبوت و ولایت۔ اس بے چارے کو مجبوراً کہنا پڑا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہو اسے شرک نہیں کہہ سکتے ہمارا مطلب تو یہ ہے کہ یہ چیز عوام میں نہیں۔ میں نے کہا عوام خواص کی بحث تو الگ رہی یہ تو مانا کہ یہ کمال عین اسلام ہے شرک نہیں۔ اس بے چارے کو پھر سے (بادل نحو استہ) ماننا پڑا کہ شرک نہیں۔

تو پھر میں نے عرض کی کہ سنو بھائی وہ جو میں نے فرمایا ہے کہ ”گہے برپشت پائے خود نہ بینم“ اس کا مطلب یہ ہے کہ فناء فی اللہ کے مقام پر پہنچنے سے ان کو اس وجود عنصری کی عادتاً توجہ نہیں ہوتی اور کرامتاً ہوتی ہے اور یہ محویت تامہ کا نتیجہ ہے نہ کہ اس وقت (معاذ اللہ) قوت پر واز سبب ہوتی ہے قوت پر وازہ تو اسی طرح قائم و دائم ہے۔ (اویسی غفر لہ)

غور کرنے کا مقام ہے کہ جس عام روح کو ملکوتی قوت و طاقت میسر ہے اس کی بالمقابل جتنی طاقت کیا وقعت رکھتی ہے اور پھر ولایت و نبوت کی روحانیت کا اندازہ خود لگالیں لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے مخالفین (دیوبندی، وہابی، مودودی، احراری وغیرہم) ایک جن کے لئے تو یوں مانتے ہیں کہ:

”جن کی یہ طاقت ہے کہ اس کا ایک طلب گار مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں اور دونوں بیک وقت اسی معین جن کی حاضری چاہتے ہیں تو وہ جن بیک وقت ان دونوں کے پاس موجود ہوگا اور یہ طاقت اسے ہر وقت حاصل ہے۔“

ایسے قول پر ہمارے مخالفین کی زبان اور قلم کو جنبش نہیں آئے گی بلکہ کہیں گے ہذا الجواب صحیح والنجیب نصح۔

لیکن اگر یہی بات بنی یا ولی (علیہ السلام وعلیہ رحمت) کے لئے کہہ دی جائے تو ان کا قلم گن مشین کی طرح شرک کے گولے برسائے لگتا ہے خواہ ان کی زد میں ان کے اپنے اکابر بھی کیوں نہ آجائیں اور زبان کی جنبش تو شرک شرک گردانے میں تسبیح کا دانہ بن جائے گی فیما للجب۔

اب اگلے باب میں جو حکایات پیش کی جا رہی ہیں ان کو پڑھ کر تمام ناظرین حضرات خود فیصلہ کر لیں کہ ان کے بقول کون کون سے بزرگ شرک کی قید میں آتے ہیں اور کون کون حضرات شرک سے بچ رہے ہیں۔

براہ انصاف تمام مذکورہ بالا صاحبان کو فیصلہ خود ہی کرنا ہوگا۔ (فتیرا ویسی غفرلہ)

حکایات

حکایت نمبر ۱: حضرت قزیب البان الموصلی رحمہ اللہ تعالیٰ (آپ ابدال میں سے تھے) آپ کو بعض نے جنہوں نے آپ کو نماز پڑھتے نہ دیکھا تھا تارک الصلوٰۃ ہونے کی تہمت لگائی۔ آپ اس وقت چند صورتوں میں متشکل ہو کر فرمانے لگے:

فی ای هذا الصور رائیتی ما اصلی.

تو نے مجھے ان صورتوں میں سے کون سی صورت میں نماز پڑھتے نہیں

دیکھا۔ (الحاوی للفتاویٰ نمبر ۳۳۸ ج ۱)

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حکایت مذکور لکھ کر تحریر فرماتے ہیں:

ولہم حکایات "کثیرة" مبنیة "علیٰ هذه القاعدة وہی

من امہات القواعد عندهم (واللہ اعلم)

اس کے علاوہ اور بہت سی حکایتیں ہیں جن کی بناء اسی قاعدہ پر ہے

اور یہ قاعدہ ان کے ہاں امہات القواعد کا حکم رکھتا ہے۔

وہ قاعدہ یہی ہے کہ ولی کامل متعدد صورتوں میں متشکل ہونے پر قدرت

رکھتا ہے۔

حکایت نمبر ۲: حضرت شیخ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طبقات کبریٰ

(کتاب) میں فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابوالعباس المکشم رحمہ اللہ کی خدمت میں

جمعہ کے دن حاضر ہوئے آپ باتیں سنا رہے تھے، آپ کی باتیں نہایت لذیذ تھیں۔ ہم باتیں سن رہے تھے آپ کا غلام انہیں وضو کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا اے مبارک کہاں جاتے ہو۔ عرض کی جامع مسجد میں، آپ نے فرمایا جماعت ہو گئی ہے اور میں بھی جماعت میں شامل ہوا تھا۔ غلام جامع مسجد گیا واپس لوٹ کر کہنے لگا کہ لوگ نماز سے فارغ ہو کر واپس آ رہے ہیں۔ واپس آ کر اپنے شیخ سے ماجرا پوچھا آپ نے فرمایا: ”أعطیت التبدل“ یعنی مجھے مختلف صورتوں میں متشکل ہونے کی قدرت عطا کی گئی ہے۔ (الحاوی للفتاویٰ نمبر ۳۳۸)

(ف ۱): شیخ تاجدین سبکی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں طبقات کبریٰ میں حضرت ابوالعباس المہتمم کے حالات کے بارے میں کہ وہ صاحب الکرامات والاحوال تھے ان کے خصوصی صحبت یافتہ ان کے شاگرد حضرت شیخ صالح عبدالغفار بن نوح صاحب کتاب ”الوحید فی علم التوحید“ نے اپنی اس کتاب میں اپنے شیخ کی بہت سی کرامتیں لکھی ہیں منجملہ ان کے ایک یہی ہے جو مذکور ہوئی۔

(ف ۲): ابن السبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صاحب حکایات کا فرمان کہ میں نے نماز پڑھ لی یعنی صفات بدیست میں سے ہے کیونکہ وہ خود تو ایک مکان میں ہوتے ہیں لیکن ان کی صورت مثالی دوسری جگہ ہوتی ہے اور کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ اس صفت بدیست کو کشف صوری حاصل ہوتا ہے جس سے حائل شدہ دیواریں ہٹ جاتی ہیں

پھر وہ جہاں چاہیں چل کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ (کتاب مذکور)

حکایت نمبر ۳: حضرت صفی الدین بن ابی منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں کہ شیخ مفرج رحمۃ اللہ تعالیٰ کو اپنے شہر میں ایک واقعہ پیش ہوا وہ اس طرح کہ ایک شخص نے کہا کہ شیخ مفرج کو میں نے عرفہ کے دن حج کرتا ہوا دیکھا دوسرے نے کہا غلط ہو تو زن طلاق یعنی جس شخص نے کہا شیخ نے حج پڑھا ہے اگر میں نے شیخ کو عرفہ میں نہ دیکھا تو میری عورت کو طلاق۔ یہ دونوں اپنا جھگڑا لے کر شیخ کی خدمت میں پہنچے آپ نے ماجرا سن کر فرمایا جاؤ کسی کو طلاق نہیں تم دونوں سچے ہو میں نے شیخ سے پوچھا یہ کیا راز ہے آخر ایک کو ان میں سے ضرور چھوٹا ہونا چاہئے۔ اس وقت ہمارے ہاں بہت سے لوگ موجود تھے۔ شیخ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک یہ راز ہے جو ہمیں عطا ہوا سب کو آپ نے بات سمجھائی میں نے کہا مجھے اس کی وضاحت معلوم ہوگئی آپ نے مجھے فرمایا کہ اس کی وضاحت کر دو۔ میں نے کہا جب اولیٰ کو ولایت عطا ہوتی ہے تو اسے متعدد صورتوں میں متشکل ہونے کی قدرت حاصل ہو جاتی ہے وہ اپنی روحانیت کے ذریعے متعدد جہات میں بیک وقت ظاہر ہوتا ہے کیونکہ اسے ایسے طور بدلنا اور مختلف صورتوں میں متشکل ہونا ان کے اپنے ارادہ کے مطابق قدرت دی جاتی ہے۔ پس وہ صورت جو عرفہ میں ظاہر ہوئی وہ بھی حق ہے بنا بریں ہر ایک دیکھنے

۱۔ گویا ایک ڈگری ہے جو بھی پاس کرے پھر جہاں چاہے جیسے چاہے جس طرح چاہے کرے لیکن وہاں یہ دیوبندیہ نہ تو خود یہ ڈگری حاصل کر سکے اور نہ حاصل کرنے والوں کے قائل، پورے کم فہم واقع ہوئے ہیں کہ اولیائے کرام کے مقامات سے بے خبر۔ (اویسی غفرلہ)

والا اپنی قسم میں سچا ہے۔

جب میں نے اس تقریر کو ختم کیا تو شیخ نے فرمایا (ہذا هو الصحيح) یہی بات صحیح ہے۔

سوال: امام یافعی نے اس واقعہ کو کفایہ میں بیان کر کے فرمایا:

”اگر کوئی سوال کرے کہ یہ بات مشکل ہے نہ ہی فقیہہ ماننے کو تیار ہے اور نہ عقل تسلیم کرتی ہے بنا بریں دونوں کا حانت نہ ہونا شرعاً ناجائز ہے کیونکہ ایک شخص کا دو مکانوں میں بیک وقت موجود ہونا عقلاً محال ہے۔“

جواب: شیخ صفی الدین جن کا اوپر ذکر ہوا فرماتے ہیں کہ یہ بات محال نہیں ہے کیونکہ یہ حالت روحانیہ صورتوں میں متعدد ہونے کی ہے اور نہ کہ ایک ہی صورت کا متعدد مقامات میں موجود ہونا جو مستلزم محال ہے۔

سوال: وہی اشکال تو باقی ہے کہ ایک شخص متعدد شکلوں میں کس طرح موجود ہو سکتا ہے۔

جواب: ایک شخص کا متعدد شکلوں میں متشکل ہونا کئی بار وقوع پذیر ہوا اور مشاہدہ میں آچکا ہے۔ اس کا انکار نہ کرنا چاہئے۔ اگرچہ عقل نہ بھی مانے کیونکہ یہ مسئلہ تو ہر مذہب کے فقہا اور متکلمین کے نزدیک مانا جا چکا ہے کہ:

”ان الكعبة المعظمة شوهدت تطوف بجماعة من

الاولیاء فی اوقات غیر مکانها“

”کعبہ معظمہ کو مختلف مقامات میں اپنے مکان سے ہٹ کر بار بار اولیاء

کرام کا طواف کرتے دیکھا گیا ہے۔“

”ومعلوم انها فی مکانهم لم تفارقه فی تلک الاوقات“

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انہیں اوقات میں وہ کعبہ اپنے اصلی مکان سے

جدانہ ہوتا تھا۔

منجملہ ان کے ایک واقعہ حضرت قضیب البان رحمۃ اللہ تعالیٰ کا بھی ہے

جو کہ ہم کو اکابر سے پہنچا ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

”اڑنا کوئی کمال نہیں بلکہ کمال اس میں ہے کہ ایک مشرق میں ہے اور

دوسرا مغرب میں۔ اور ایک دوسرے کی زیارت کا شوق رکھتے ہوں۔ اب وہ

ایک دوسرے کو ملتے بھی ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ گفتگو بھی کرتے ہیں

واپس آ کر اپنے مکان میں پہنچتے ہیں لیکن لوگوں کو پتہ بھی نہیں چلتا بلکہ وہ یہ سمجھتے

ہیں کہ یہ صاحبان اپنے مکان سے کہیں اور جگہ نہیں گئے۔“ (کذافی الحاوی للفتاویٰ)

حکایت نمبر ۴: روض الریاحین میں امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”سہل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعض شاگردوں سے منقول ہے

کہ ایک شخص ایک سال حج کو گیا۔ جب واپس لوٹا تو اپنے بھائی کو کہا

کہ میں نے حضرت سہل بن عبداللہ علیہ کو عرفہ کے مقام میں دیکھا۔ اس کے بھائی نے کہا ہم نے تو آٹھویں ذوالحجہ کو ان کو اپنے بستر پر ان کے گھر دیکھا تھا۔ حاجی بھائی نے قسم کھا کر کہا اگر غلط ہو تو میری عورت کو طلاق کہ میں نے اسے عرفہ میں دیکھا تھا دوسرے بھائی نے کہا چلو اٹھو۔ ان سے ماجرا پوچھ لیجئے۔

دونوں نے جا کر شیخ سے ماجرا بیان کیا آپ نے فرمایا اس بات سے تمہیں کیا فائدہ ہوگا جاؤ اللہ اللہ کرو اور جس حاجی بھائی نے قسم اٹھائی تھی اسے فرمایا جا اپنی عورت کو گھر لے جا لیکن یہ بات آئندہ کسی سے نہ کہنا۔“

حکایت نمبر ۵: حضرت الشیخ الامام علامہ جلال الدین عبدالرحمن السیوطی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک استفتاء آیا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ فلاں شب شیخ عبدالقادر طشطوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ میرے ہاں تھے دوسرے شخص نے بھی یہی قسم کھا لی اور دونوں نے قسم اٹھائی کہ اگر ہم دعویٰ میں جھوٹے نکلے تو عورت کو طلاق۔

اب سوال یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کی بیوی مطلقہ ہوگی یا نہ۔ میں نے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں قاصد بھیج کر واقعہ پوچھا تو آپ نے فرمایا:

ولو قال اربعة انی بت عندہم لصدقوا:

یعنی اگر چار آدمی بھی اس بات کا دعویٰ کریں تو ان کی تصدیق کر لینا کہ میں ان کے پاس شب باش ہوں گا۔

میں نے شیخ کی بات سن کر فتویٰ دیدیا کہ ان دونوں میں سے کسی عورت کو طلاق نہیں۔

(ف): اس کی تقریر از روئے فقہ یوں ہوگی کہ ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے دعویٰ پر دلیل پیش کرتا ہے یا نہیں کیونکہ واضح بات ہے کہ دونوں کے مابین تنازع کا تصور ہی پیدا نہیں ہوتا اس لئے کہ ان دونوں کا ایک ہی وقت حانت ہونا تو ممکن نہیں جیسا کہ ظاہر ہے اور نہ ہی ان میں سے کسی پر حث کا حکم دیا جاسکتا ہے کیونکہ یہ اس طرح ترجیح بلا مرجع لازم آتی ہے اور وہ ناجائز ہے اور ولی اللہ کا متعدد مقامات پہ موجود ہونا ممکنات سے ہے۔

جب یہ بات ممکن ہے تو پھر ظاہر ہے کہ ایسا شخص حانت نہیں کیونکہ قاعدہ ہے کہ جو شے کسی کیلئے ممکن ہو تو اس کے لئے حث کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا اس لئے کہ اس کے صدق کا امکان موجود ہے۔

بنابریں اس صورت میں شک کی وجہ سے طلاق واقع نہیں ہوگی اور نہ ہی اس امر کیلئے کسی اور تقریر کی حاجت ہے ہاں یہ امر ضروری ہے کہ ہم ثبوت پیش کریں کہ مخلوف علیہ ولی کامل کا مختلف مقامات میں ایک ہی وقت میں موجود ہونا ممکن ہے۔ یہ مسئلہ قدیم سے چلا آ رہا ہے اور علماء نے بھی میری طرح عدم حث کا فتویٰ دیا ہے ان کی دلیل بھی یہی بات ہے کہ ایسا امر محال نہیں بلکہ ممکن ہے۔

(ف): سوال کے جواب میں علامہ ممدوح رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ایک مستقل

رسالہ لکھا بنام ”المنجلی فی تطور الولی“ جو ”الحاوی للفتاویٰ“ کے ساتھ مصر میں چھپا ہے جس کا فقیر نے اردو ترجمہ کر کے بنام ”ولی اللہ کی پرواز“ شائع کرایا۔

حکایت نمبر ۴: شیخ خلیل مالکی اپنی مشہور کتاب المختصر جو اپنے شیخ عبداللہ المتونی کے مناقب میں لکھی ہے چھٹے باب (جس میں ان کے طی الارض کا ذکر ہے کہ باوجود مختلف مقامات پر ہوتے ہیں لیکن اصلی مقامات سے بھی گم نہیں ہوتے) میں فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حجاز مقدس سے واپس آ کر شیخ کے متعلق پوچھا کہ کہاں ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ میں نے ان کو عرفات میں دیکھا۔ لوگوں نے کہا کہ وہ اپنے گھر سے باہر کہیں نہیں گئے۔ حاجی صاحب نے قسم اٹھالی۔ شیخ کو ماجرا معلوم ہوا۔ حاجی صاحب مذکور اس واقعہ کو بیان کرنے والے تھے کہ شیخ نے سکوت کا اشارہ فرمایا۔ (الحاوی للفتاویٰ)

(ف): اسی قسم کے خلیل نے اپنے شیخ کے بہت سے واقعات بیان فرمائے ہیں۔ (کتاب مذکور)

حکایت نمبر ۵: حضرت قضیب البان رحمۃ اللہ تعالیٰ کو کسی ایک فقیہ نے کہا کہ آپ نماز کے لئے جماعت میں شامل کیوں نہیں ہوتے۔ ایک اجتماع میں شیخ نے اس فقیہ کے سامنے چار مختلف صورتوں میں آٹھ رکعت نماز پڑھی اور فرمایا ای صورتہ لم تصل معکم ان میں سے کون سی صورت نے تمہارے ساتھ نماز نہیں پڑھی فقیہ نے شیخ کے ہاتھ چوم لئے اور آئندہ انکار کرنے سے توبہ کر لی۔

(الحاوی للفتاویٰ)

(ف): سراج الدین بن اللقن فرماتے ہیں (میں نے ان کی اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب طبقات الاولیاء سے نقل کیا ہے کہ) شیخ قضیب البان الموصلی صاحب کرامات متکاثرہ ہیں۔ موصل میں رہے اور آپ کا وطن بھی موصل تھا۔ آپ ۵۷۰ھ کے قریب فوت ہوئے اسے کمال بن یونس رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا (کتاب مذکور)

حکایت نمبر ۸: حضرت شیخ ابو العباس مرسی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک شخص نے بعد از نماز جمعہ دعوت کا عرض کیا آپ نے فرمایا انشاء اللہ آجاؤں گا پھر اسی طرح چار آدمی اور آگئے اور ہر ایک نے پہلے کی طرح جمعہ کے بعد کا عرض کیا آپ نے ہر ایک کو دعوت کا وعدہ دیا آپ جمعہ کی نماز پڑھ کر پھر اسی طرح فقہاء کی مجلس میں بیٹھ گئے کسی ایک کی دعوت پر تشریف نہ لے گئے۔

آپ بیٹھے ہی تھے کہ وہی پانچوں حاضر ہوئے اور کہنے لگے حضور ہماری دعوت پر تشریف لانے کا شکریہ۔ (الحاوی للفتاویٰ ج ۱)

حکایت نمبر ۹: میں نے شیخ تاج الدین بن عطاء مناقب میں (جو اس کے بعض شاگردوں کی لکھی ہوئی کتاب ہے) دیکھا ہے کہ شیخ کی جماعت کا ایک شخص حج سے واپس آیا اور کہنے لگا کہ میں شیخ کو مطاف اور مقام ابراہیم کے پیچھے منیٰ اور عرفات میں دیکھا اور ارادہ کیا کہ جب واپس پہنچوں گا تو شیخ کے متعلق پوچھوں گا لوگوں نے کہا ٹھیک ہے میں نے بعض احباب سے پوچھا شیخ کہیں سفر کو گئے یا اپنے شہر سے بھی کبھی باہر نہیں گئے۔ انہوں نے کیا نہیں۔ جب میں شیخ کے دربار

میں پہنچا۔ السلام علیکم کہا تو شیخ نے پوچھا کہ اپنے حج کے سفر میں کن کن لوگوں کو دیکھا۔ میں عرض کیا حضور! اس سفر میں آپ کو دیکھا تھا۔ آپ تبسم فرما کر ارشاد فرمایا:

الرجل الكبير يملأ الكون لو دعى القطب من حجره لاجاب
ولى كامل دنيا كوميض هوتا ہے اگر قطب کو کسی ہی بل کھڑے ہو کر پکارا
جائے تو وہ اسی وقت جواب دے گا۔

(ف): اسی قول کے تحت ہم کہا کرتے ہیں یا شیخ عبد القادر شیئا لله اور
بگرداب بلا افتادہ کشتی مدد کن معین الدین چشتی
وغیرہ وغیرہ لیکن وہابیہ دیوبندیہ نے کفر و شرک کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے لیکن وہ
نہ صرف ہمارے لئے۔

(ف): شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کتاب مذکور میں لکھتے ہیں کہ
خصائص الہیہ کو کسی قسم کی رکاوٹ نہیں کہ اس قسم کی قدرت اپنے
بندوں میں پیدا کر دے۔ دیکھئے حضرت عزرائیل علیہ السلام ہر
گھڑی میں بے شمار مخلوق کی ارواح قبض کرتے ہیں اور ان
(حضرت عزرائیل) کو ہر ایک مختلف شکلوں میں دیکھتا ہے۔

حکایت نمبر ۱۰: ایک دن حضرت کمال بن یونس رحمہ اللہ اپنے رفقاء کے ساتھ
بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک حضرت قضیب البان رحمہ اللہ تعالیٰ آ پہنچے تو لوگ ڈر
گئے۔ حضرت قضیب البان رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے یونس ہر وہ علم جو اللہ

تعالیٰ کو ہے تو اسے جانتا ہے۔ ابن یونس نے کہا نہیں، انہوں نے فرمایا مجھے وہ علم حاصل ہے جو تجھے معلوم نہیں۔ ابن یونس کو پتہ نہ چلا کہ یہ کیا فرما رہے ہیں۔ آخر میں بات حضور غوث پاک سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر گیلانی سے پوچھی گئی آپ نے فرمایا:

هو ولی مقرب ذو حال مع الله و قدم صدق عنده.

وہ ولی کامل اور مقرب ہیں اللہ تعالیٰ کے خاص راز رکھنے والے اور نہایت برگزیدہ مرد ہیں۔

لوگوں نے کہا کہ ہم نے تو اسے نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا وہ پڑھتے تو ہیں لیکن تمہیں پتہ نہیں چلتا، میں تو انہیں دیکھتا ہوں کہ وہ موصل میں نماز پڑھیں یا زمین کے کسی خطہ میں، لیکن ان کا سجدہ کعبہ کے دروازہ کے سامنے ہوتا ہے۔

(ف): اس سے چند مسائل ثابت ہوئے:

(۱)..... ولی اللہ کے کئی جسم ہوتے ہیں وہ بیک وقت کئی جسموں کے ساتھ کئی مقامات پر حاضر ہوتے ہیں۔

(۲)..... فقیر اگر بظاہر نماز نہ پڑھتا ہو تب بھی یہ نہ کہنا چاہئے کہ وہ بے نمازی ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی دوسرے جسم کے ساتھ نماز ادا کر رہے ہوں بشرطیکہ وہ صحیح معنوں میں فقیر ہو ورنہ بہت سے ابلیس بھیس بدل کر لوٹ مار کرتے پھرتے ہیں۔ کما قال مولانا رومی

قدس سرہ حالہ

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

پس بہر دستے نیاید دادوست

حکایت نمبر ۱۱: حضرت ابوالحسن قرشی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت قاضی البان موصی رحمۃ اللہ تعالیٰ کو ان کے گھر میں دیکھا تو ان کے جسم شریف نے گھر کو بھرا ہوا تھا پھر ان کا جسم عادت کے خلاف بڑھنے لگا میں ان کے گھر سے نکلا کیونکہ ان کی ہیبت ناک شکل نے مجھے ڈرا دیا پھر کچھ دیر بعد ان کے گھر کے اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ گھر کے ایک کونہ میں نہایت چھوٹی سی شکل میں ہیں یہاں تک کہ وہ چڑیا کے برابر معلوم ہو گئے۔ پھر تیسری بار میں ان کے گھر گیا تو پھر اپنی اصلی شکل میں نظر آئے۔

(ف): اس کے علاوہ طبقات اولیاء میں اس جیسی اور بہت حکایات جمع فرمائی گئی ہیں۔ (الحاوی للفتاویٰ)

حکایت نمبر ۱۲: شیخ برہان الدین اتباسی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ”تلخیص الکوکب المنیر فی مناقب الشیخ ابی العباس البصیر“ میں فرماتے ہیں کہ میرے شیخ کی کرامات سے ایک کرامت یہ بھی ہے کہ ایک دن شیخ ابوالحجاج اقصیٰ اور میرے شیخ ابی العباس مکہ شریف میں جمع ہوئے اور ابی الحجاج نے میرے شیخ سے پوچھا کہ آپ کو ہفتہ کے طواف سے بھی شرف حاصل ہے (یعنی ہفتہ میں ایک بار بذریعہ کرامت طواف کعبہ کو جاتے ہیں تو آپ نے فرمایا بعض لوگ ایسے بھی ہیں

کہ جن کا کعبہ طواف کرتا ہے)۔

ابوالحجاج نے دیکھا کہ دونوں کا کعبہ طواف کر رہا ہے۔

(ف): شیخ ابیاسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اس بات کا انکار نہ کیا جائے کیونکہ اس حکایت جیسی اور بھی بہت سی

حکایات صالحین سے موافقت رکھتی ہے“۔ (کتاب مذکور)

حکایت نمبر ۱۳: صاحب الوحید فرماتے ہیں:

”اولیاء میں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو جسم سے خالی ہو جاتے ہیں

یہاں تک کہ ٹھیکری کی طرح ہو جاتے ہیں گویا ان میں روح بھی نہیں ہے چنانچہ

مجھے عیسیٰ بن المظفر شیخ شمس الدین الاصبہانی (جو عالم، مدرس اور شہر قوص کے

حاکم بھی تھے) سے خبر دیتے ہیں کہ ایک مرد اپنے جسم سے علیحدہ رہتا۔ پھر

تیسرے دن اپنے جسم میں لوٹ آتا تھا۔“

(ف): میں کہتا ہوں اصبہانی مذکور علامہ شمس الدین مشہور ہیں شرح

المحصل کے مصنف کے علاوہ اصول کی بڑی کتاب کے مصنف

بھی ہیں ابن السبکی اپنی طبقات میں شیخ تاج الدین الفرکاح سے

نقل کرتے ہیں کہ:

انه قال لم یکن فی زمانہ فی علم الاصول

علم اصول میں ان جیسا ان کے زمانہ میں کوئی نہیں تھا۔ (الحاوی للفتاویٰ)

حکایت نمبر ۱۴: قطب العارفین سیدنا امام شعرانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ سیدنا

ابراہیم دسوتی رحمۃ اللہ نے ایک دن میں پچاس مقامات میں خطبہ پڑھ کر نماز جمعہ پڑھائی۔ (الجواہر الدرر ۱۶۵)

حکایت نمبر ۱۵: امام موصوف رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ اسی طرح سیدنا محمد خضریٰ قدس سرہ کے لئے واقعہ پیش آیا کہ انہوں نے مقام سرس کے علاوہ چند شہروں میں بیک وقت جمعہ کے دن نماز ادا فرمائی۔ (کتاب مذکور)

حکایت نمبر ۱۶: سیدنا عبدالقادر شطوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ نے مصر میں روضۃ المقیاس نامی باغ کے مقابل ایک جزیرہ میں ایک شخص کے پاس رات گزاری اور اسی شب دوسرے شہر میں دوسرے شخص کے پاس۔ دونوں نے اس شب میں انہیں دودھ پلایا اور ہر ایک اپنے اپنے باورچی خانہ کی چھت پر ان کے ساتھ سویا اور صبح تک ان کے ساتھ رہا پھر ایک ایسی جماعت نے بیان کیا جو بحر فرات کے اطراف کی جانب سفر کرنے میں سلطان قایتبائی کے ہمراہ تھی کہ سلطان نے مصر سے برآمد ہونے سے قبل سیدنا عبدالقادر قدس سرہ سے سفر کی اجازت طلب کی چنانچہ انہوں نے اجازت مرحمت فرمادی پھر جب سلطان سفر کر کے شہر حلب میں پہنچا تو وہاں پر ایک خلوت گاہ میں سیدنا عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ کو بیمار پایا اور لوگ آپ کے آس پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ شیخ کو یہاں پر تقریباً ایک سال ہو گیا ہے اس قدر کمزور ہیں کہ چل نہیں سکتے حالانکہ سلطان جب آپ کو مصر میں تندرست چھوڑ کر سفر کے لئے آپ سے اجازت حاصل کر کے روانہ ہوئے تھے اس وقت سے اب تک تقریباً ایک ماہ

گزر رہا ہوگا۔ (کتاب مذکور)

حکایت نمبر ۱: حضرت شیخ ابوالفتح جو نیوری قدس سرہ کو ربیع الاول شریف میں سید عالم ﷺ کے میلاد شریف کی شرکت کے لئے دس جگہ سے مدعو کیا گیا کہ نماز فجر کے بعد تشریف لائیں حضرت مخدوم صاحب دسوں دعوتوں کو منظور فرمایا اور ہر جگہ نماز فجر کے بعد پہنچنا ہے کس طرح ہو سکے گا۔

فرمایا کہ کشن نامی شخص کافر تھا کئی سو جگہ موجود ہوتا اگر ابوالفتح دس جگہ موجود ہو جائے تو کیا تعجب ہے۔ چنانچہ بعد نماز فجر ایک جگہ سے سواری آئی مخدوم صاحب حجرے سے برآمد ہوئے اور سوار ہو کر تشریف لے گئے پھر دوسری جگہ سے سواری پہنچی۔ اسی طرح دسوں جگہ سے سواریاں آئیں اور حضرت مخدوم رحمہ اللہ علیہ ہر مرتبہ حجرہ سے برآمد ہوتے اور سوار ہو کر تشریف لے جاتے اور حجرہ میں رہتے۔

(کذا فی السبع السنابل شریف)

حضرت سید میر عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ یہ حکایت نقل کر کے لکھتے ہیں:

”خرد مند اتو ایں را بر تمثیل حمل مکن یعنی پندار کہ تمثیل ہائے شیخ بچندیں

جاہا حاضر شدہ است۔ لا واللہ بلکہ عین ذات شیخ بہر جا حاضر شدہ

بود در یک شہر و یک مقام واقع شدہ ذات ایں موحد خود را اقصائے

عالم حاضر است خواہ علویات و سفلیات۔

یعنی اے عاقل اس کو تمثیل پر محمول نہ کرنا یعنی یہ نہ سمجھنا کہ دسوں جگہ

شیخ کے مثالی اجسام موجود ہو گئے تھے نہیں واللہ ہر جگہ بعینہ ذات شیخ موجود ہوتی تھی یہ موحد خود ایک شہر ایک مقام میں ہوتا ہے اور اس کی ذات علویات و سفلیات تمام اطراف عالم میں حاضر ہوتی ہے۔“

(ف): یہ حکایت سبع سنابل شریف جیسی محقق، معتبر اور مستند کتاب میں موجود ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اسے اپنے ملفوظ شریف میں بیان فرمایا ہے۔ دیوبندیوں نے حضرت سید میر عبدلواحد بلگرامی قدس سرہ کر چھوڑ کر اعلیٰ حضرت پر کچھڑا اچھالا ہے چنانچہ کریم بخش پروفیسر اپنے چہل مسئلہ نمبر ۱۲ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ملفوظات سے یہ نقل کرنے لکھتا ہے:

”کہ ایک کافر کو بھی حاضر و ناظر ہونے کا مصداق ٹھہرا رہا ہے دیکھا کہ کافروں کو بھی عالم الغیب اور حاضر و ناظر مان لیا گیا ہے۔“

ناظرین حضرات: دیکھا آپ نے کہ دیوبندیوں نے کیسا بدترین فریب کیا ہے کہ عوام کو اپنے دام خنزیر میں پھنسانے کے لئے ایک کامل کی نقل کردہ حکایت پر طعن و تشنیع کیا اس طرح اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا کچھ نہیں بگڑا البتہ پس پردہ ایک کامل بے ادبی و گستاخی سے اپنا خاتمہ خراب کیا۔

برائے اضافہ مطالعہ گکھڑوی اینڈ دیوبندی کمپنی:

دیوبندیوں کو فقیر کا احسان مند ہونا چاہئے کہ انہیں فقیران کے اپنے گھر

سے چند حوالے پیش کرتا ہے:

(۱)..... خالد محمود پروفیسر سیالکوٹی نگر اہفت روزہ دعوت لاہور میں بعینہ یہی حکایت نقل کی ہے اور اس کی تائید کی ہے۔ ہفت روزہ ۷ دسمبر ۱۹۶۲ء۔
ملاحظہ ہو۔

(۲)..... محمد علی سابق ناظم ندوہ نے بھی اپنی تصنیف ارشادِ رحمانی میں بھی اسی حکایت کو نقل کیا ہے۔

تحقیقی جواب: چشمِ بد دور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تحقیق ایسی نہیں کہ جسے دیوبندی حملہ کمزور کر سکے آپ کا ہر مضمون بے شمار حقائق کو دامن میں لئے ہوتا ہے لیکن دیدہ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھئے۔

لگھڑوی اور اس کے معتمد علیہ پروفیسر کریم بخش اور اس کے ہمنوا ہمیشہ لاتقربو الصلوٰۃ پر عمل کرتے ہیں انہیں عوام کو بہکانا مطلوب ہے انہیں تحقیق سے کیا غرض حالانکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ملفوظ میں ہی اہل نظر کے لئے ایک بہترین نسخہ تیار کیا گیا ہے جو عمداً پروفیسر نے نہیں لکھا وہ یہ ہے کہ:

”اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس حکایت سے پہلے ایک سائل کو فرمایا ”فنانی الشیخ“ کا مرتبہ کس طرح حاصل ہوتا ہے آپ نے اس پر ارشاد فرمایا کہ ”یہ خیال رکھے کہ میرا شیخ میرے سامنے ہے اور اپنے قلب کو اس کے قلب کے نیچے تصور کر کے اس طرح سمجھے کہ سرکار رسالت سے فیوض و انوار قلبِ شیخ سے فالض ہوتے اور اس سے چھلک کر میرے دل میں آرہے ہیں پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ حالت ہو جائے گی

شجر و حجر درود یوار پر شیخ کی صورت صاف نظر آئیگی یہاں تک کہ نماز میں بھی جدا نہ ہوگی اور پھر ہر حال میں اپنے ساتھ پاؤں گے۔“

یہ ایک ایسا نسخہ ہے جسے خدا تعالیٰ کے تمام محبوب بندوں نے استعمال کیا یہاں تک کہ دیوبندیوں کے مرشد حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی درسگاہ میں بھی استعمال ہوا اور بے شمار قسمت والوں کو فنا فی الشیخ کا مرتبہ نصیب ہوا اسی نسخہ کو اشرف علی تھانوی نے دعوتِ عبدیت میں اور رشید احمد گنگوہی نے امداد السلوک میں بھی نقل کیا اور اسی نسخہ کے حصول کے لئے دنیا کے نیک بندے کئی جتن کرتے ہیں لیکن ایک پروفیسر دوسرا گلکھڑ کا ایک خشک ملاں اسے شرک کہے تو اسلام کا کیا بگڑتا ہے

گر نہ بیند بروز شبرہ چشم
چشمہ آفتاب راچہ گناہ

اس عالیشان نسخہ کو بیان کر کے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ایک معتبر اور نہایت مستند کتاب کے حوالہ سے دو حکایتیں بیان فرمائی ہیں تاکہ سائل کے قلب پر مسئلہ کی حقیقت مرتسم ہو جائے پہلی حکایت یوں لکھی۔

حکایت نمبر ۱۸: حافظ الحدیث سیدی احمد سبلماسی کہیں تشریف لئے جا رہے تھے راہ میں اتفاقاً آپ کی نظر ایک نہایت حسینہ پر پڑ گئی یہ نظر اول بلا قصد تھی دوبارہ پھر آپ کی نظر اٹھ گئی اب دیکھا تو پہلو میں حضرت سیدی غوث الوقت عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ آپ کے پیر و مرشد تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں احمد عالم ہو

کر ملفوظات نمبر ۲۸۹ جلد نمبر ۲ یعنی عالم ہو کر ایسا برا فعل کرتے ہو۔ دوسری حکایت پہلے بیان ہو چکی ہے اگرچہ جاہل ضدی اور کینہ پرور تو بالکل ہی نہیں مانیں گے اہل انصاف کے لئے اتنا عرض کرنا ہی کافی ہے۔

حکایت نمبر ۱۹: شیخ محمد حضری مجذوب علیہ الرحمۃ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں ایک آن میں خطبہ اور نماز جمعہ ادا کیا اور کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوتے تھے۔ (جمال اولیاء نمبر، صفحہ نمبر ۱۸۸)

(ف): یہ حوالہ دیو بندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی کا ہے اس سے خود سمجھیں کہ ولی کامل کو اللہ تعالیٰ نے کیا طاقت بخشی ہے۔

حکایت نمبر ۲۰: سیدی احمد سجلاسی (رحمۃ اللہ تعالیٰ) کی دو بیویاں تھیں۔ سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوتے دوسری سے ہم بستری کی یہ نہیں کرنا چاہیے عرض کیا حضور وہ اس وقت سوتی تھی فرمایا سوتی نہ تھی سوتے میں جان ڈال لی تھی۔ عرض کیا کیا وہاں ایک پلنگ بھی تھا عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا فرمایا اس پر میں تھا تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت نمبر ۴۹)

(ف): اس حقیقت میں وہی مضمون ہے جو دوسری حکایات میں پڑھتے چلے آ رہے ہیں اور اسے دیو بندی بھی مانتے چلے آ رہے ہیں لیکن کم ظرف اچھلتا ہے دیکھئے لگھڑوئی یہ حکایت نقل کر کے اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور تمام اہلسنت والجماعت پر خوب برسنا چنانچہ لکھتا ہے

کہ بعض بزرگانِ دین کو کشف والہام کے کسی واقعہ کا علم ہو جانا قواعد شرعیہ کے تحت صحیح ہے اور اس کا انکار کرنا باطل ہے مگر ہمیں تو خانصاحب (اعلیٰ حضرت قدس سرہ) کی اس تفریح اور خط کشیدہ الفاظ سے اختلاف ہے کہ تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہرآن ساتھ ہے اور ہر دیا نندار اور بانصاف مسلمان کو اس سے اختلاف کرنا چاہئے۔

اویسی کہتا ہے کہ لکھڑوی کا یا تو مطالعہ ناقص ہے یا اس کا حافظہ کمزور ہے ورنہ الفاظ عبارت سے اگر بقول اعلیٰ حضرت قدس سرہ مجرم ہیں تو پہلے اپنے صنادید اکابر دیوبند کو گردانیئے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے پہلے رشید احمد گنگوہی امداد السلوک صفحہ ۳ میں یونہی لکھ گیا ہے چنانچہ اس کے الفاظ بھی ملاحظہ ہوں۔

”مرید اس بات کا یقین رکھے کہ شیخ کی روح ایک جگہ پر مقید نہیں بلکہ جس جگہ مرید ہوگا قریب ہوگا یا بعید اگرچہ شیخ کی ذات بعید ہو لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں یقیناً شیخ کی روح اللہ کے حکم سے اس کو بتلائیگی۔“

لکھڑوی کو چاہئے تھا کہ عبارت ذیل جس طرح اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے لئے لکھی ہے وہی تمام الفاظ رشید احمد گنگوہی پر تحریر کرتا تاکہ اس کی دیانت، حق گوئی اور انصاف پسندی اہل اسلام بالخصوص دیوبندیوں میں ضرب المثل بنتی۔ لکھڑوی کی عبارت ملاحظہ ہو۔

”حضرات ہمیں تو یہ حوالہ نقل کرتے بھی شرم آتی ہے مگر کیا کیا جائے ہم بھی مجبور تھے۔ دیکھا کہ ان بریلویوں (بلکہ یوں کہو دیوبندیوں کو بھی) کے بھی علم غیب اور حاضر و ناظر کی انتہا کیا ہے“ مرید کی ہم بستری کے وقت بھی ان کے پیرومرشد حاضر ہوتے ہیں اور سب واقعہ بچشم خود دیکھتے ہیں“^۱ (آنکھوں کی ٹھنڈک نمبر ۳۵)

(اگر آنکھوں کی ٹھنڈک نام رکھنے کی بجائے آنکھوں کی اندھک رکھتا تو بہت ہی موزوں ہوتا کیوں کہ آنکھوں میں تو شرم ہوتی ہے مگر وہ یہاں مفقود ہے۔)

انتباہ: گکھڑوی اور اس کے ہمنا الوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ غلاظت اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر نہیں چھینکی بلکہ پہلے اپنے اکابر پر، پھر اس بڑے غوثِ روزگار پر جن کی غوثیت کا تمہارے اکابر کو بھی اقرار ہے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا صرف اتنا قصور ہے کہ انہوں نے اپنے ملفوظ شریف میں ان کی مستند کتاب ”الابریز“ سے نقل فرمایا ہے اور یہ الابریز وہ معتبر اور مستند کتاب ہے جسے تمہارے اکابر آنکھوں پہ لگاتے ہیں اور اس کا اردو ترجمہ کر کے عام شائع کرتے ہیں۔

ناظرین حضرات! غور فرمائیں کہ جب مسلمات میں سے ہے کہ شیخ

۱۔ لیکن اپنے اکابر کی عبارت کو چھپاتے ہرگز نہیں آتی اسی کو دیانتداری کہتے ہیں۔

۲۔ کیا کرتے بچارے کو پارٹی بازی مجبوری کرتی ہے۔

۳۔ ان الفاظ کو لکھتے وقت تو شرم کہیں کو سوں دور ہوگئی۔

اپنے مرید کی تربیت کا ذمہ دار ہے وہ اپنے مخلص مریدین کو ہر حالت میں تنبیہ بھی فرماتے ہیں جنہیں علم سلوک سے کچھ واسطہ ہے وہ خوب جانتے ہیں لیکن گکھڑوی نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے متعلق نہیں بلکہ روحانیت کے بادشاہ اپنے وقت کے غوث سیدی عبدالعزیز دباغ قدس سرہ پر یہ غلاظت پھینکی ہے جس کا محاسبہ آج نہ تو انشاء اللہ کل ضرور ہوگا۔

وہابیوں دیوبندیوں کے دلائل

گکھڑوی نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر غلاظت مذکورہ پھینک کر مسئلہ کی حقیقت کو مسخ کرنے کی پوری کوشش کی ہے اور اسے دلائل سے مضبوط کرنا چاہا ہے اس کے دلائل بھی ملاحظہ ہوں۔

”آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارے ساتھ جو فرشتے ہیں

وہ دو حالتوں میں تم سے الگ ہو جاتے ہیں۔“

(۱)..... جب تم قضاء حاجت کے لئے بیٹھتے ہو۔

(۲)..... جب تم ہم بستری کرتے ہو۔ (ترمذی ج ۲ نمبر ۱۵۹، مشکوٰۃ نمبر ۲۶۹)

اور علامہ عزیزی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (السران المنیر نمبر ۱۰۴)

”قارئین کرام نے ملاحظہ کر لیا کہ ایسی حالت میں تو فرشتے بھی

الگ ہو جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے اعمال اور

اقوال کی حفاظت اور نگرانی کرتے اور لکھتے ہیں اور شرم کے مارے

علیحدہ اور الگ ہو جاتے ہیں مگر فریق مخالف کے نزدیک بزرگان

دین کی یہ قدر اور تعظیم ہے کہ وہ اس حالت میں بھی شرم نہیں کرتے اور مرید بیچارے کی جان نہیں چھوڑتے اور گویا یوں کہتے ہیں کہ مان نہ مان میں تیرا مہمان۔ (آنکھوں کی ٹھنڈک!)

ناظرین! ملاحظہ فرمایا یہ پھلکڑ بازی یہ پھبتیاں اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر نہیں بلکہ تمام اولیاء اللہ پر ہیں جس طرح اس نے یہ تاویل ملائکہ کے لئے کی ہے اگر بعینہ اولیاء کرام رضوان اللہ علیہم کے لئے کی جائے کہ فرشتے ہم بستری اور اس کے جائز و ناجائز ہر قسم کے احوال کے باوجود جدا ہونے کے آدمی کے اعمال نامے میں لکھتے ہیں اگر وہ جدا ہونے کے باوجود سب کچھ لکھتے ہیں تو یہ توجہیہ خدا رسیدہ بزرگوں کے حق میں کیوں نہیں کی جاتی لیکن ان کو تو اولیاء کرام سے دشمنی کا مظاہرہ کرنا ہے طعن طرازی پوری کرنی ہے اسے کہتے ہیں بد قسمتی اور حرمان نصیبی۔

تھانوی نے ہماری تائیدی کی:

علاوہ ازیں اشرف علی تھانوی کے اس کلیہ کو سامنے رکھ لیا جائے تو مسئلہ ہر طرح سے بے غبار ہو جاتا ہے۔

تھانوی مذکور اپنے ایک مرید کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے۔
”کہ ان لوگوں (اولیاء کرام) کے احوال عقل و نقل دونوں سے

بالا تر ہے۔“ (النور بابت ماہ رمضان ۱۳۳۴ھ نمبر ۲۰)

لیکن قاعدہ ہے کہ خدا رسیدہ بزرگوں پر طعن و تشنیع سے حق میں آنکھ سلب ہو جاتی ہے۔

حکایت نمبر ۲۱: اشرف علی تھانوی نے حضرت قاضی البان رحمۃ اللہ تعالیٰ کا قصہ بیان کر کے لکھا کہ کسی نے ان کے متعلق کسی امر منکر کی قاضی شہر کو اطلاع دی وہ درّہ لے کر تعزیر کی نیت سے چلے وہ پہلے سامنے اس طرح نمودار ہوئے کہ بجائے ایک قاضی البان کے ستر (۷۰) قاضی البان قاضی کے سامنے آگئے اور کہا ان میں سے ایک کو پکڑ لو جو تمہارا مجرم ہو قاضی صاحب یہ کرامت دیکھ کر معتقد ہو گیا۔ (خیر الحیات و خیر الممات)

(ف): یہ حکایت ہمارے مخالفین کے حکیم الامت نے بیان کی ہے اور یہی ہم کہتے ہیں کہ ایک ولی کامل متعدد مقامات پر حاضر ہو سکتا ہے اور یہی ہمارا موضوع ہے اور پھر جب ایک ولی ستر جگہ مع جسد حاضر ہو سکتا ہے بلکہ سو جگہ بلکہ ہزار بلکہ بے شمار جگہ تو نبی کریم ﷺ کو حاضر و ناظر ماننا شرک کیسے ہو سکتا ہے چنانچہ بیان ذیل اس پر شاہد ہے۔

حکایت نمبر ۲۲:

صوفی سوندھا کا بے شمار جگہ حاضر و ناظر ہونا

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ صوفی سوندھا ایک بزرگ ہندوستان میں ہوئے ہیں ان کے سامنے کسی نے کہا کہ ہندویوں کہتے ہیں کہ کرشن اوتار کی سو بیویاں تھیں اور وہ ایک وقت میں سب کے ساتھ ہوتا تھا اور ہر جسم سے جدا کام کرتا تھا گویا ایک کرشن سو کرشن بن جاتے تھے۔

صوفی سوندھا نے کہا نہ معلوم کیسی روایت ہے صحیح ہے یا غلط اور صحیح بھی ہو تو یہ کچھ کمال نہیں پھر فرمایا ذرا اس املی کو تو دیکھو۔ مخاطب نے جو املی پر نظر کی تو

ہر پتہ پر صوفی سوندھا نظر آئے اور ان کے سامنے بھی بیٹھے تھے اور درخت کے ہر پتہ پر ان کا جسم مع روح نظر آ رہا تھا۔ (خیر الحیات و خیر المات نمبر ۸۳)

(ف): اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں کہ:

”ایک جان کی سو جان ہو جائے (یعنی ایک بزرگ سویا ہزار جگہ حاضر ہو جائے) تو کوئی بعید بات نہیں بلکہ صوفیہ کرام تو دنیا میں اس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔“ ۸۲۸۲

فائدہ: اس سے وہی ثابت ہوا کہ ایک ولی متعدد مقامات پہ حاضر و ناظر ہو سکتا ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ کو حاضر و ناظر ماننے سے شرک نہ ہوا اور اگر حضور ﷺ کو حاضر و ناظر ماننے والے پر شرک کا فتویٰ ضرور ہی لگتا ہے تو پھر اشرف علی تھانوی بھی مشرک ٹھہرے گا جو ایک ولی کے ہزاروں جگہ حاضر و ناظر ہونے کو جائز مان رہا ہے۔

حکایت نمبر ۲۳: امام شعرانی فرماتے ہیں کہ ایک سیاح سے روایت ہے کہ ان کی کچھ اولاد تو مراکش کے بادشاہ کی بیٹی سے تھی اور کچھ بلادِ عجم میں اور کچھ بلادِ ہند میں تھی آپ ایک وقت میں ان تمام شہروں میں اپنے اہل و عیال کے پاس ہو آتے تھے اور ان کی ضرورتیں پوری فرمادیتے تھے اور ہر شہر والے یہ سمجھتے تھے کہ وہ انہیں کے پاس قیام رکھتے ہیں۔ (جمال الاولیاء نمبر ۲۰۲ مصنفہ اشرف علی تھانوی)

(ف): دیکھئے اس ولی کا کارنامہ کہ متعدد مقامات پہ وہ حاضر بھی اور ناظر بھی اور لکھنے والے دیوبندیوں کے حکیم الامت تھانوی صاحب لیکن

یہاں کا فتویٰ ہضم۔

آخر میں فقیر اپنے پیر و مرشد حضرت محکم الاسلام والدین خواجہ محکم الدین سیرانی قدس سرہ کی چند حکایات بیان کر کے اس باب کو ختم کرتا ہے۔

حکایت نمبر ۲۴: ایک دفعہ خانقاہ کے قریبی گاؤں سے آپ کے دو مریدوں نے آپ کو علیحدہ علیحدہ قیام اور طعام کی دعوت دی آپ نے دونوں کی دعوت قبول فرمائی رات کو دونوں اصحاب ایک دوسرے سے ملے شرمندگی تھی کہ میری وجہ سے حضرت دوسرے گاؤں نہ جاسکے آپ کی روانگی کے بعد دوسرے دن یہ اصحاب ایک دوسرے سے ملے تو اپنی شرمندگی کا اظہار کیا تو دونوں کو معلوم ہوا کہ حضرت صاحب السیر رحمۃ اللہ علیہ رات کو دونوں کے گھر مقیم تھے دونوں گاؤں میں حضرت کے پاؤں کے نشانات پائے گئے اور دونوں گاؤں کے لوگوں نے ایک ہی وقت میں حضرت کی زیارت سے شرف ہونے کی تائید کی۔

حکایت نمبر ۲۵: حافظ رجب (جو کہ حضرت صاحب کے خادموں میں سے تھے) کی بیوی بیمار ہو گئی۔ حافظ رجب کا گھر خیر پور ٹامیوالی میں تھا۔ حضرت صاحب حافظ رجب کے گھر تشریف لے گئے اور اس کی بیوی کی طبع پرسی فرمائی اور اسے آرام بھی ہو گیا بعد کو معلوم ہوا کہ آپ اس تاریخ اور اس وقت پاکپتن میں تشریف فرما تھے

حکایت نمبر ۲۶: ایک دفعہ شاہ ابوالفتح رحمۃ اللہ حضرت السیر رحمۃ اللہ تعالیٰ کی زیارت کے واسطے بستی کھچی آئے حضرت کو وہاں نہ پا کر بہت پریشان ہوئے اور

مشرق کی جانب روانہ ہو پڑے راستہ میں حضرت صاحب مل گئے شاہ صاحب نے شرف زیارت حاصل کیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا ملاقات ہوگئی اب تم گھر جاؤ بعد کو معلوم ہوا جس وقت اور جس دن حضرت صاحب شاہ صاحب کو ملے تھے اسی دن اور اسی وقت آپ پاکستان میں مقیم تھے۔

حکایت نمبر ۲۷: ایک حجام کا بیٹا خراسان سفر پر گیا ہوا تھا۔ حجام بے حد پریشان تھا کہ اس کا بیٹا کسی طرح واپس آجائے۔ حجام حضرت قبلہ عالم نور محمد مہاروی قدس سرہ کا مرید تھا ان کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا یہ کام فقیر کا نہیں اگر شہباز وقت یعنی حضرت سیرانی سائیں رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائیں تو وہ تمہارے لڑکے کو منگواسکتے ہیں۔

حجام کا لڑکا:

ایک دن حضرت السیر رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ حضرت قبلہ عالم نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے حجام سے فرمایا یہی شہباز وقت ہیں ان سے جا کر عرض کرو۔ حجام آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اگر اجازت ہو تو آپ کی حجامت بناؤں۔ آپ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ حجام ڈر سے کچھ عرض نہ کر سکا لیکن دوران حجامت درد و فراق بیٹے کی وجہ سے رو رہا تھا آپ نے پوچھا روتا کیوں ہے؟ حجام نے تمام ماجرا بیان کیا آپ نے فرمایا ذرا رک جاؤ آپ صرف مسجد کے حجرہ تک گئے اور پھر واپس تشریف لے آئے اور حجام نے اپنا کام شروع کیا۔ ابھی حجام حجامت بنا ہی رہا تھا کہ ایک شخص نے آکر کہا تمہیں

مبارک ہو کہ تمہارا لڑکا گھر واپس آ گیا ہے حجام فارغ ہو کر جب گھر پہنچا تو بیٹے سے حال دریافت کیا لڑکے نے بتایا کہ میں کابل کے بازار سودا میں خریدنے جا رہا تھا کہ ایک آدمی جس کا آدھا سر موٹا ہوا تھا آیا اور مجھے بازو سے پکڑ کر ایک ہی جھٹکے سے گھر پہنچا دیا۔ رقم اور رومال بھی لڑکے کے ہاتھ میں تھا جس میں وہ سودا خریدنے جا رہا تھا۔

حکایت نمبر ۲۸: حاجی محمد کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ بازار منیٰ میں حضرت صاحب السیر رحمۃ اللہ کو دیکھا پہچان کر حاضر خدمت ہوا آپ بڑی نوازش سے ملے اور فرمایا اب چلے جاؤ یہ خطرناک جگہ ہے میں نے تاریخ تحریر کر لی۔

واپس وطن آ کر تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ اس وقت اور اس تاریخ کو آپ عرب شریف میں دیکھے گئے تھے اور شہر بہاول پور میں بھی موجود تھے۔
(ف): اس طرح کہ اولیاء اللہ کے بے شمار واقعات ہیں لیکن ان کو سمجھنے اور ماننے کے لئے بھی ایمان کامل چاہئے۔

حکایت نمبر ۲۹: ہمارے پیر و مرشد کا وصال شریف بھی ہمارے موضوع میں شامل ہے لیکن جب اس کی تمام تفصیل سامنے نہ ہو مسئلہ کی سمجھ نہیں آئے گی اس لئے ہم آپ کی وفات کا پورا واقعہ عرض کرتے ہیں!

حضرت صاحب السیر رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ایسی مثالیں ملتی ہیں جن میں حضرت کی مجازی طور پر وفات پائی آپ کو دفن کر دیا گیا لیکن آپ پھر زندہ

۱۔ جسے ہم نے آپ کی کرامات میں لکھا ہے۔ (ابو یوسف غفرلہ)

پائے گئے۔

آپ فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جان کا مالک بنایا ہے۔ ایک مرتبہ آپ جنگل میں تشریف فرما تھے بہت خوشگوار ہوا چل رہی تھی کہ آپ کی روح پرواز کر گئی آپ کے مرید جو اس وقت موجود تھے بہت پریشان ہوئے اور رونے لگے اور ڈرنے لگے کہ لوگ کہیں گے کہ انہوں نے حضرت کو قتل کر دیا۔ یہ گفتگو سن کر آپ اٹھ بیٹھے اور فرمایا یہ مقام خوش تھا اس لئے فقیر کو جوش آ گیا اگر تم اس طرح کہتے ہو تو اٹھو اس جگہ سے روانہ ہو جائیں۔

وفات سیرانی کی تفصیل:

ربیع الثانی ۱۱۹۸ھ کو آپ یورپ اور کچی سے پاپیادہ خراسان کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں بستی تلیری جو کہ دریائے چناب کے کنارے (ملتان اور ڈیرہ غازی خان کے درمیان واقع ہے) تک پہنچے تھے کہ آپ کا ارادہ ملتوی ہو گیا اور آپ خراسان جانے کی بجائے جنوب کی طرف روانہ ہو پڑے اور شیشم کے درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے حضرت دیوان محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ آپ کی زیارت کے شوق میں پہنچے اور آپ کی خدمت میں کچھ طعام پیش کیا حضرت صاحب وجد میں آگئے اور شورش وجد اس قدر تیز تھی کہ ساری عمر آپ کو ایسی شورش کبھی نہ ہوئی تھی آپ نے شورش کے دوران حضرت صاحب کو رخصت کا اشارہ فرمایا لیکن دیوان صاحب آپ کی رفاقت میں رہنا چاہتے تھے لہذا آپ نے دیوان صاحب کی خواہش کو مد نظر رکھتے ہوئے رخصت دی اور خود کاٹھیا وارڈ دہرا جی بندرا کے حافظ محمد کو کی نے آپ

کی خدمت میں عرض کیا۔ ایک روز اور قیام فرمایا اور بروز جمعرات ۵ ربیع الثانی ۱۱۹۸ھ کو آپ نے پنجاب جانے کا ارادہ فرمایا لیکن حافظ محمد کوکی نے آپ کی خدمت میں عرض کیا ایک رات اور قیام فرمائیں آپ نے حافظ صاحب کی دعوت قبول فرمائی اور سفر کا ارادہ ترک فرمادیا حافظ محمد کی خواہش تھی کہ حضرت صاحب ہمیشہ میرے پاس رہیں لہذا اس نے ارادہ کیا کہ کیوں نہ حضرت صاحب کو زہر دے دوں لہذا ارادہ شیطانی کر کے حافظ محمد نے طعام میں زہر ملا دیا طعام کھاتے وقت شاید آپ سمجھ گئے تھے کہ اس میں زہر ہے کیونکہ آپ مسکرائے اور فرمایا ماشاء اللہ اس روز آپ نے خلاف معمول کھانا بھی زیادہ کھایا۔

زہر خورانی: زہر کا اثر فوراً جگر تک پہنچ گیا اور آپ کو نقاہت ہو گئی اسی حالت میں نمازِ عشاء ادا فرمائی اور حافظ صاحب سے پانی طلب کیا، حافظ اپنے اس فعل پر شرمندہ ہوا اور پانی دینے سے حجاب کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا اے احمق اول آدمیوں کو مٹکے میں ڈال کر پانی دیتا تھا اور اب پھر پیچھے ہٹتا ہے لاچار پانی لے آیا آپ نے نوش فرمایا اور تے جاری ہو گئی۔ میاں ابو طالب جو اس وقت آپ کے پاس حجرہ میں تھا برتن لے آیا جس میں آپ نے تے کی تے میں جگر کے ٹکڑے تھے اس وقت آپ نے فرمایا کہ ابھی فقیر کی عمر چار سال باقی تھی۔ بار بار تے آرہی تھی اور نقاہت بڑھ گی اور وفات کا وقت قریب آ گیا۔ لوگوں کو جب آپ کی یہ حالت معلوم ہوئی تو شہر کے تمام افراد جمع ہو گئے آپ نے ابو طالب کو فرمایا۔ لوگوں سے کہو اپنے اپنے گھر چلے جائیں اور تمام لوگ اپنے

گھروں میں چلے گئے جب نقاہت زیادہ ہو گئی تو وقت قریب سمجھ کر ابوطالب نے آپ کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا آپ نے فرمایا ابوطالب ابھی وہ وقت نہیں آیا آپ شورش میں اٹھے چھت کی کڑیوں کو پکڑ کر کھڑے ہو گئے۔

یہ حالت دیکھ کر ابوطالب نے پوچھا یا حضرت آپ کی قبر کہاں بنائی جائے آپ نے فرمایا جہاں ممکن ہو زمین کھود کر دفن کر دیں آپ کھڑے کھڑے شورش کرتے رہے اغراض سے فارغ ہو کر بیٹھ گئے اور اس قدر جوش سے ذکر کیا کہ زمین و آسمان کانپتے ہوئے معلوم ہونے لگے ذکر سے فارغ ہو کر لیٹ گئے اور فرمایا ابوطالب اب وقت آ گیا ہے ابوطالب آپ کے قریب ہوا اور آپ کے منہ سے یہ آواز سنی۔ دوست دوست سے مل گیا اور آپ کی روح قصرِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا لله وانا الیہ راجعون ط

وصال کے وقت آپ نے ابوطالب کو وصیت فرمائی کہ صاحبزادگان کو تاکید کر دیوں کہ حافظ محمد کے ساتھ نرمی سے بات چیت کریں اور اس کے اس فعل پر اس سے ناراض مت ہوں بلکہ ہر طریقہ سے اس کے ساتھ رعایت کریں۔
آپ نے حافظ محمد کو دس روپے دیئے اور فرمایا پانچ روپے کفن کے لئے ہیں اور پانچ روپے مسکینوں میں تقسیم کر دینا قبر کے متعلق آپ نے فرمایا کسی زمین کو کھود کر دفن کر دینا۔

۵ ربیع الثانی ۱۱۹ھ بروز جمعرات نصف شب آپ کو غسل دیا گیا اور

تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر ایک وسیع میدان میں نماز جنازہ ادا کی گئی نماز جنازہ

میں ہزاروں سفید پوش شامل ہوئے۔

نصف شب کے بعد آپ کو دراجی میں سپردِ خاک کر دیا گیا جب آپ کو قبر میں رکھا گیا تو بعض لوگوں نے ابوطالب کو کہا کہ حضرت صاحبِ کا منہ مبارک قبلہ شریف کی طرف کر دیں ابوطالب کے ہاتھ لے جانے سے پہلے آپ کا منہ خود بخود متحرک ہو کر قبلہ کی طرف ہو گیا۔

میاں ابوطالب نے حضرت صاحب کی وفات کا مراسلہ روانہ کیا جو میاں محمد حسن صاحب کے پاس سات ماہ بعد شوال میں پہنچا آن کی آن میں سارے شہر میں حضرت کے وصال کی خبر آگ کی طرح پھیل گئی اور سارے شہر میں شور قیامت برپا ہو گیا اور کربلا کے ماتم کا سامان پیدا ہو گیا۔

یہ خبر سنتے ہی صاحبزادہ اولیس بخش، حاجی محمد اٹھوال، خلیفہ محمد حسن بہاول پوری، محمد کڈن اور خدا بخش مریحہ، دراجی کی طرف روانہ ہو گئے یہ خبر سارے ملک میں عام ہو گئی اور ملک کے کونے کونے سے لوگ دراجی روانہ ہو گئے۔

میاں اولیس بخش صاحب اور حاجی محمد اعظم پانچ ماہ صفر کو دراجی پہنچ گئے اور حافظ محمد سے سلسلہ گفتگو شروع کیا حافظ محمد حضرت صاحب کی میت کسی صورت پر بھی دینے کے لئے راضی نہ ہوتا تھا حضرت صاحب کا فرمان تھا کہ حافظ محمد کے ساتھ نرمی برتی جائے اس لئے آپ کے صاحبزادگان اور خلفاء حافظ محمد کے ساتھ سختی سے بات نہ کر سکتے تھے اور نرمی سے حافظ محمد ماننا نہیں تھا۔ اس نے صاف

الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ میں نے حضرت صاحب کوز ہرا سن لئے نہیں دیا تھا کہ آپ کی میت تمہارے لئے کر دوں۔

اگر مجھے آپ کے جسم کی ضرورت ہوتی تو میں آپ کو زہر کیوں دیتا اور پیش کش کی کہ میرے اوپر دو تین ہزار روپیہ سالانہ جزیہ لگا دیا جائے جو میں ہنڈی کی صورت میں حضرت کے صاحبزادگان کو ادا کرتا رہوں گا یا کوئی شخص اپنا خلیفہ مقرر کر جاویں دربار میں جو کچھ آمد ہوگی جائز خرچ کے بعد صاحبزادگان تک پہنچا دیا کرے گا لیکن صاحبزادگان اس شرط پر راضی نہ تھے ان کا اصرار تھا کہ وہ آپ کی میت کو اپنے ہمراہ لے جائیں گے اور حافظ محمد کہتا تھا کہ وہ کسی صورت بھی آپ کی میت کو یہاں سے نہ جانے دیگا۔

مرنے والے سے گفتگو:

الغرض یہ گتھی کسی صورت بھی سلجھتی نظر نہ آتی تھی آخر کار حافظ نجم الدین کو اس بات پر غصہ آ گیا اور وہ حضرت محکم الدین کے مزار پر گیا اور غصہ میں کہا اگر تم نے ہمارے ساتھ نہ چلنا تھا تو پھر ہم کو کیوں بلوایا تھا اور ہم کو یہاں بلا کر بے عزت کروایا ہے۔ ادھر ہمیں یہ حکم بھی دیتے ہیں کہ حافظ محمد کے ساتھ نرمی سے بات کرنا ہم لوگ آج چلے جائیں گے اور آپ کے پاس پھر کبھی واپس نہ آئیں گے۔

آپ نے حافظ نجم الدین کو جواب میں فرمایا کہ حافظ محمد کو کی کے سامنے قرعہ اندازی کی شرط پیش کرو وہ مان جائے گا۔

چنانچہ صاحبزادگان نے حافظ محمد کو کہا کہ ہم حضرت صاحب کو لے جانا

چاہتے ہیں لیکن تم حضرت صاحب کو یہاں رکھنا چاہتے ہو اس طرح فیصلہ ناممکن ہے اور ہمارا وقت ضائع ہو رہا ہے۔

فیصلہ اس طرح ہونا چاہئے کہ حضرت صاحب کی میت کو نکالا جائے اور ایک صندوق میں رکھ دیا جائے ویسا ہی ایک دوسری خالی صندوق بھی ساتھ رکھ دیا جائے ان دونوں صندوقوں میں سے ایک صندوق تم چین لو یہ ہمارا مقدر جس کی قسمت ہوگی اسے حضرت صاحب مل جائیں گے اس بات پر حافظ محمد کو کی راضی ہو گیا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

جب حافظ محمد نے صندوق چین لی اور اسے کھول کر دیکھا تو حضرت کی میت موجود تھی چنانچہ حافظ محمد کو خوش ہو گیا اور صاحبزادگان کو اپنی قسمت پر رنج ہوا۔ حافظ نجم الدین کو اسی وقت غش آگئی آپ نے فرمایا حافظ صاحب ادا اس نہ ہو فقیر باطنی طور پر تمہارے صندوق میں ہے اور ظاہری حافظ محمد کے صندوق میں تم اٹھو اور صندوق کھول کر دیکھو۔

چنانچہ حافظ صاحب اٹھ بیٹھے اور اپنا صندوق کو کھول کر دیکھا تو حضرت صاحب موجود تھے حافظ محمد نے آپ کی ظاہری میت کو دراجی میں دفن کر دیا اور بعد میں شاندار مقبرہ تعمیر ہوا جہاں اب بھی ہزاروں کی تعداد میں عقیدت مند حاضر ہوتے ہیں اور ہر سال آپ کا عرس جوش و خروش سے منایا جاتا ہے تمام خلفاء نے فیصلہ کیا کہ آپ کے صندوق کو لے جایا جائے۔ لیکن آپ نے ابوطالب کو نیم خواب کی حالت میں فرمایا کہ میں صندوق میں نہیں جاؤں گا مجھے

چار پائی پر لے جاؤ اور چار پائی کے ساتھ بانس باندھ لو۔

سب لوگ حیران تھے کہ اس قدر دور دراز سفر میں آپ چار پائی پر کس طرح جائیں گے الغرض ۲۵ صفر ۱۱۹۷ھ کو خلفاء آپ کو لے کر دُراجی (ضلع کاٹھیا واڑ، ہندوستان) سے روانہ ہوئے۔ ہزاروں معتقدین شہر سے تقریباً دس میل تک اشکبار آنکھوں سے آپ کو الوداع کہنے آئے۔

راستے میں جو بھی ملتا آپ کی میت کو کاندھا دینے کی گزارش کرتا اور یہی کہتا کہ چار پائی بالکل بے وزن ہے۔ وفات کے بعد بھی آپ اسی طرح باکرامت تھے!

کرامت سیرانی:

حافظ نجم الدین صاحب جو آپ کی میت کے ہمراہ تھے کا بیان ہے کہ جب ہم لوگ حضرت صاحب کی میت کو لے کر ماڑ (ہندوستان) سے گزر رہے تھے ہم لوگ آرام کے لئے رے کے ایک شخص جو آپ کا امتحان لینا چاہتا تھا کہ دیکھوں آیا آپ کا جسم عام مردوں کی طرح سخت ہے یا نرم۔ آپ کے نزدیک آیا اور آپ کا پاؤں مروڑنا چاہا کہ آپ نے پاؤں اوپر کی طرف کھینچ لیا وہ شخص دہشت کھا کر گر پڑا اور پیٹ کے عارضہ میں مبتلا ہو گیا جس قدر علاج کیا مرض لا علاج بتایا گیا آخر حضرت کے مزار پر حاضر ہوا اور معافی مانگی دریائے رحمت جوش میں آیا اور اسے آرام آ گیا۔

(۱)۔ اور ہیں اور تا قیامت رہیں گے۔

کافی عرصہ کی مسافت طے کرنے کے بعد یہ قافلہ آپ کی میت لے کر گوٹھ بخشا (جو اس وقت خانقاہ شریف کے نام سے موسوم ہے اور جہاں آپ کا مزار ہے) پہنچا تو قافلہ نے ایک رات یہاں آرام کرنے کا ارادہ کیا۔

گوٹھ بخشا میں ایک عورت رہتی تھی جسے حضرت صاحب بہن کہتے تھے جب اسے معلوم ہوا تو دوڑی ہوئی آئی اور حضرت صاحب کے لئے عطر کی شیشی بھی ہمراہ لائی۔ مائی صاحبہ نے آپ کے منہ مبارک سے کپڑا اٹھا کر زیارت کی اور آپ کے بدن پر عطر چھڑکنا چاہتی تھی کہ حضرت صاحب نے شیشی خود لے لی اور اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر چھڑک دی۔

روایت ہے کہ حضرت صاحب اس عورت سے بہت محبت کرتے تھے اور آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ فقیر جہاں ہوگا بہن کے ساتھ ہوگا چنانچہ مائی صاحبہ نے حضرت کو وہیں دفن کرنے کی گزارش کی لیکن آپ کے صاحبزادگان آپ کی میت کو اپنے وطن فتح پور گوگیر (ضلع اوکاڑہ) لے جانا چاہتے تھے لیکن انہوں نے جب آپ کی چار پائی اٹھانا چاہی تو چار پائی نہ آگے جاتی تھی اور نہ پیچھے چنانچہ تمام خلفاء اور صاحبزادگان نے آپ کی مرضی کے مطابق آپ کو گوٹھ بخشا میں سپرد خاک کر دیا۔

یہ معمولی سی بستی جہاں دو تین جھونپڑیوں کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا آج خانقاہ شریف کے نام سے ایک بڑا قصبہ ہے اور حضرت کی برکت سے ہر سال پاک و ہند کے ہزاروں لوگ یہاں آکر اپنے مطالب حاصل کرتے ہیں حضرت

صاحب السیر رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اور خانقاہ دراپی شریف (ہندوستان) میں بھی ہے جہاں ہر سال نہایت تزک و احترام کے ساتھ حضرت کا عرس منعقد ہوتا ہے اور ہزاروں ہندو مسلم آپ کے مزار پر حاضر ہوتے ہیں آپ کا عرس مبارک ہر سال ۵ ربیع الثانی کو منعقد ہوتا ہے۔

تمت بالخیر۔



زاویہ پبلشرز کی شہرہ آفاق کتب

60	مبلغ بنانے والی کتاب	100	قصص الانبیاء	100	اولاد کو سکھاؤ و محبت اہلبیت کی
135	شریعت محمدی کے ہزار مسائل	60	منتخب حدیثیں	90	گلدستہ احادیث
60	قرآن حکیم اور سوعقائد	75	کرامات صحابہ	260	قیامت کی نشانیاں
80	پیارے رسول کی پیاری باتیں	70	اسلام میں شادی کا تصور	110	اللہ والیاں
100	اسلامی کی اخلاقی تعلیمات	100	اسلام میں عورت کا مقام	110	اللہ والے
260	شرح آیات باہو	100	حکایات شیریں	200	اقوال زریں کا انسائیکلو پیڈیا
90	بزرگوں کے عقیدے	170	عورتوں کے مسائل	100	دلی کے بائیس خواجہ
100	کامیاب ماں	120	تاجدارِ یمن خواجہ اولیس قرن	80	سیدہ کلال
160	کشف المحجوب	120	اسلامی حکایات	75	خواتین کے دینی مسائل
100	حکایات کشف المحجوب	160	مخفل اولیاء (اخیر الاولیاء)	90	جمال مصطفیٰ ﷺ
80	اوراد و وظائف (تاب)	200	نظامی بنسری	75	مزارات اولیاء اور توسل
130	تذکرہ اولیائے پاک و ہند	90	جنت کا میوہ	50	حضور ﷺ کی بچوں سے محبت
200	تاریخ مشائخ قادریہ، برکاتیہ	120	مکاشفات و روحانیات	100	سنت مصطفیٰ اور جدید سائنس
60	فلاح دارین	200	باتوں سے خوشبو آئے	80	حضرت ابو بکرؓ کا دور خلافت
160	پہلا زینہ (ناول، انسان)	70	بابا فرید گنج شکرؒ	80	حضرت عمرؓ کا دور خلافت
90	شعور زندہ	90	تصوف و طریقت	80	حضرت عثمانؓ کا دور خلافت
80	قرآنی علاج	120	امام اعظم ابوحنیفہؒ	80	حضرت علیؓ کا دور خلافت

رابطہ کیلئے:- نجابت علی تارڑ، زاویہ پبلشرز C-8 داتا ٹور بار مارکیٹ لاہور۔ فون: 042-7248657

موبائل:- 0300-9467047 0300-4505466 E-mail: zaviapublishers@yahoo.com

کامیابان

○
مُصَنِّفہ:

ہمیشیرہ محمد صدیق احمد عطاری

مدرسہ جامعہ المدینہ للبنات



زاور پبلشرز

6- مرکز الاویس (سستا ہوٹل) دربار مارکیٹ - لاہور

فون: 042-7248657 موبائل: 0300-9467047

Email: zaviapublishers@yahoo.com

الانجيلاء في تطور الاولياء

اولياء اللہ صراط



مُصَنِّف حَضْرَت علامہ محمد رفیع احمد رومی رضوی قادری